اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

تذکرۂ غوثیہ

از افادات رضویہ

مؤلفہ

خلیفہ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ و مولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری

صدر المدرسین

جامعہ اہل سنت جوہر العلوم گنجریا دارالخانہ گنجریا بازار تھانہ اسلامپور ضلع اتر دیناجپور بنگال

ناشر

مولانا الیاس رضوی دارالمطالعہ رضا منزل کنٹھی گچھ نیچا کھالی پوسٹ داپاڑا، تھانہ چوپڑا، اتر دیناجپور بنگال

جامعہ اہلسنت

جوہر العلوم گنجریا

تھانہ اسلامپور شمالی بنگال کا معروف دینی ادارہ جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا (قائم شدہ 1952ء) ایک طویل عرصے سے علم دین کی نشر و اشاعت کا فریضہ انجام دے رہا ہے اس ادارے سے اب تک ہزاروں طلبہ نے اکتساب علم کیا ہے، اور اب عصری تقاضوں کے پیش نظر یہاں دینیات کے ساتھ ساتھ ابتدائی عصری علوم بھی پڑھائے جاتے ہیں لہذا قوم کے باذوق افراد بہترین اسلامی تعلیم و تربیت کے لئے اپنے بچوں کا داخلہ کرائیں۔

اپیل: قوم و ملت کے مخیر حضرات سے گزارش ہے کہ جامعہ ہذا کا بھرپور تعاون فرما کر ادارہ کے مقاصد حسنہ کو آگے بڑھائیں۔

Designing By

RAZA ARTS PRESS

TEEN POOL,ISLAMPUR,(NEAR DR.SHAMSHIR ALI)

9372837747 / 9749768626

:اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَ لَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ:

تذکرۂ غوثیہ

از اِفادات رضویہ

❁❁❁

مؤلفہ

خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی حنفی دیناجپوری

صدر المدرسین جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا

تھانہ اسلامپور ضلع اتر دیناجپور بنگال

●●●

ناشر

مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ رضا منزل کنٹھی گچھ نیچا کھالی داسپاڑا، تھانہ چوپڑا، اتر دیناجپور

❁❁❁

جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ

❁ نام کتاب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تذکرۂ غوثیہ از افادات رضویہ

❁ مؤلف ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی صاحب

❁ مقدمہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مفتی بشیر الدین رضوی صاحب قبلہ

❁ پروف ریڈنگ ۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا عثمان غنی مرکزی صاحب قبلہ

❁ تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔500

❁ قیمت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔100

❁ سن اشاعت باراول ۔۔۔۔۔۔شوال ۱۴۴۳ھ/مئی 2022ء

❁

ناشر

مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ نیچا کھالی داسپاڑا، تھانہ چوپڑا، اتر دیناجپور بنگال

❁❁❁

●ملنے کے پتے●

جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا پوسٹ گنجریا بازار تھانہ اسلامپور اتر دیناجپور بنگال

جامعہ غوثیہ کالج پاڑا چوپڑا بازار ضلع اتر دیناجپور بنگال

مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ، نیچا کھالی داسپاڑا اتر دیناجپور بنگال

دار العلوم تنظیم فلاح المسلمین رام گنج بازار تھانہ اسلامپور اتر دیناجپور بنگال

۔۔۔۔۔۔رابطہ نمبر۔۔۔۔۔۔

8617008310/9564767751

8918216659/9339579790

7908466296/8167539036

فہرست عناوین

نمبر شمار	اسمائے عناوین	صفحہ نمبر
01	(**باب اول**) سخنہائے گفتنی از مؤلف	02
02	تقریظ جلیل از حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام نوری صاحب قبلہ	07
03	کلمات تحسین از حضرت علامہ مفتی شاعر رضا رضوی صاحب قبلہ	09
04	تقدیم از حضرت علامہ مفتی بشیر الدین رضوی صاحب قبلہ	12
05	(**باب دوم**) مطلع انوار غوثیہ	21
06	ولی کی لغوی وشرعی تعریف	21
07	ولی اور ولایت کے بارے میں اسلامی عقیدہ	24
08	ولی کی پہچان	31
09	فضائل اولیائے کرام	35
10	اولیائے کرام کے طبقات	40
11	غوث وقطب کا تعارف	40
12	مقام غوثیت	43
13	منصب غوثیت کبریٰ اور اس پر فائز ہونے والے نفوس قدسیہ	47
14	(**باب سوم**) تذکرۂ غوثیہ از افادات رضویہ: آمد کی بشارت	52
15	نام ونسب اور پیدائش	54
16	آپ کے والدین ماجدین قدس اللہ سرہما کی شان رفیع	58
17	آپ کے مشہور اساتذہ کرام	63
18	سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مشائخ طریقت	65
19	حضور رضی اللہ عنہ کے مقامات عالیہ کی چند جھلکیاں	67
20	تمام سلاسل کے اولیاء پر سرکار غوث اعظم کی فضیلت	68
21	حضور غوث اعظم مجتہد مطلق کی منزل پر فائز تھے	69
22	نیند سے سرکار غوث اعظم کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا	71

فہرست عناوین

نمبر شمار	اسمائے عناوین	صفحہ نمبر
23	آسمان سے اترنے والے فرشتوں کا حضور سے مصافحہ کرنا	72
24	حضور پرنور کی شان فقاہت	73
25	آپ کی بے مثال سخاوت	77
26	(**باب چہارم**) چند کرامات غوث اعظم رضی اللہ عنہ	78
27	آپ کی نعلین شریفین کا کمال	81
28	حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو علم لدنی عطا کرنا	82
29	خلائق کے دلوں پر تصرف وقبضہ	85
30	آپ کے لئے حضور ﷺ کا دست پاک ظاہر فرمانا	88
31	قطب الاقطاب حضرت سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی کا اعتراف	93
32	قطب طفسونج کا اعتراف	96
33	فرمان قدمی ہذہ کو بارگاہ رسات ﷺ سے تائید وتصدیق ملنا	101
34	حضور غوث اعظم جن، انس اور فرشتے سب کے پیر ہیں	102
35	سرکار غوث اعظم جیسا ولی پیدا ہوا نہ ہو	104
36	حضور غوث اعظم کی شان جلالت اور خضر علیہ السلام کی گواہی	105
37	(**باب پنجم**) سرکار غوث اعظم کے کچھ ارشادات عالیہ	108
38	فرائض چھوڑ کر نوافل میں مشغول رہنے والے کی مثال	108
39	تمام مریدوں کے سروں پر میرا ہاتھ ہے	109
40	جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے	110
41	ولایت پر تو نبوت ہے اور نبوت پر تو الوہیت	111
42	دونوں جہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے	112
43	قانون بندگی پر عمل ہی بندہ کو رب سے قریب کرتا ہے	112
44	جو میرا نام لے کر پکارے اس کی مصیبت دور ہو	113

عرض ناشر

مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ جو بلبل بنگال حضرت مولانا الیاس اشرفی قادری علیہ الرحمہ نیچا کھالی داسپارا کے نام منسوب ہے، یہ تالیف اس کی پانچویں علمی پیش کش ہے فالحمد للہ علی ذالک۔ ازیں قبل (۱) تازیانہ برمجیین عام دیابنہ (۲) قہر ربانی برفتنۂ شیطانی (۳) المذہب المشہور فی زیارۃ القبور (۴) عقیدۂ بعث بعد الموت قرآن مجید کی روشنی میں۔ طبع کرا کر ادارہ نے مفت میں تقسیم کر دیا ہے تا کہ اس کی افادیت عام ہو اور اللہ تعالیٰ حضرت بلبل بنگال و جملہ معاونین ادارہ کو اپنی بارگاہ سے بے حساب اجر و ثواب عطا کرے۔

ہمارے اس دیار میں کسی دینی کتاب کی طباعت و اشاعت کتنا مشکل کام ہے اس کا اندازہ وہی کر سکتا ہے جس کو اس کام سے سابقہ پڑا ہو خاص کر ایک ایسے علاقہ میں جہاں پڑھنے والے کم اور جو پڑھنے کا ذوق رکھتے ہیں وہ بھی مفت حصولیابی کے متمنی پھر نہ تو کسی کی طرف سے شکر و دعا کے الفاظ سننے کو ملیں نہ حوصلہ و امنگ بڑھانے والے کلمات! ایسے ماحول میں ایک دینی کتاب کی اشاعت کا انتظام و انصرام پلصراط طے کرنے سے کم نہیں ہے۔

تاہم ان مسائل کو درکنار کر کے ادارہ ایک بار پھر یہ عظیم پیش کش بنام ,,تذکرۂ غوثیہ از افادات رضویہ،، لے کر قارئین کی خدمت میں حاضر ہے امید ہے کہ پسند فرمائیں گے اور ادارہ کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔

فقط والسلام

مینجر: مولانا الیاس اشرفی دار المطالعہ

کنٹھی گچھ نیچا کھالی، پوسٹ داسپاڑا، تھانہ چوپڑا ضلع اتر دیناجپور بنگال

(ہندوستان)

الانتساب

غوث الاغواث، فرد الافراد، قطب الاقطاب، غوث صمدانی، محبوب یزدانی، قطب ربانی، شہباز لامکانی، بدر الاولیاء، قطب الکبریٰ، لخت جگر سیدہ پاک زہرا، فخر الکونین، غوث الثقلین، پیران پیر، روشن ضمیر حضور پرنور سیدنا شیخ محی الدین ابو محمد عبد القادر جیلانی حسنی حسینی البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ فقیر پناہ کو منسوب کرتا ہوں کہ اسی در پر بہار کے فیضان سے مجھ جیسا بے مایہ اس مجموعہ کو مرتب کر سکا! مجھے امید واثق ہے کہ سرکار اسے ضرور شرف قبولیت سے نوازیں گے۔

زانگہ کہ ترا بر من مسکیں نظر است
آثارم از آفتاب مشہور تر است
گر خود ہمہ عیب ہا بدیں بندۂ در است
ہر عیب کہ سلطاں پسند د ہنر است

الاھداء

کشتۂ عشق رسالت، فنائے حب سرکار غوثیت، مجدد دین و ملت، امام عشق و محبت، سرخیل فقہائے امت، سربراہ اصفیائے ملت، حضور آقائے نعمت، سرکار سیدی اعلیٰ حضرت عظیم البرکت الشاہ امام احمد رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی قدس سرہٗ القوی کی بارگاہ علم فضل میں اس حقیر کاوش کو ہدیہ کرتا ہوں کہ اس مجموعہ تالیف میں جو کچھ ہے اسی بارگاہ علم کا نور ہے۔

بہ فیضان کرم

وارث علوم اعلیٰ حضرت، جانشین حضور مفتی اعظم ہند، امام الاکملین، شیخ الاسلام والمسلمین، زینت الفقہاء، سند الاصفیاء، بدر الطریقہ، تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خاں قادری رضوی برکاتی نوری بریلوی قدس سرہٗ النورانی۔

بیادگار

والد ماجد خطیب ملت بلبل بنگال حضرت مولانا محمد الیاس اشرفی قادری علیہ الرحمہ

فقط والسلام: نیاز مند محمد احمد رضا قادری مصباحی غفرلہ

باب اول

سخنہائے گفتنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

پیروں کے آپ پیر ہیں یا غوث المدد
اہل صفا کے میر ہیں یا غوث المدد
صدقہ رسول پاک کا جھولی میں ڈال دو
ہم قادری فقیر ہیں یا غوث المدد

حضور پرنور سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر پاک لکھنا، سننا یا سنانا یقیناً بڑے نصیبے کی بات ہے اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ حضور اس کام کے لئے کسی کو منظور فرمالیں کہ خلائق کے قلوب کو اللہ تعالیٰ نے آپ کے قبض واختیار میں کر دیا ہے۔

یہ فقیر بارگاہ قادری سراپا سپاس گزار ہے بارگاہ غوثیت مآب میں کہ اس سلطان عالی وقار نے اپنے منگتوں کی صف میں شامل ہونے کا موقع دیا اور اپنی بارگاہ کا مقبول عاشق واثق محب صادق سرکار اعلیٰ حضرت محدث بریلوی قدس سرہٗ کے بحر علم وعرفان فتاویٰ رضویہ سے جرعہ کشی کے طفیل اپنی محبت کی طرف پڑھنے کی ایک نئی راہ سجھائی یہاں تک کہ اس تالیف ضعیف کو بھی اپنے قصیدہ خوانوں کی بستی میں پناہ عطا کر دیا۔

یہ بات صد فیصد درست ہے کہ سرکار خلائق پیر روشن ضمیر کے آستانۂ کرم سے سائلوں کی تمنائے صادقہ ضرور پوری کی جاتی ہیں جیسا کہ اس فقیر بے توقیر نے ۲۰۱۲ء میں اپنے قیام ردولی شریف کے دوران شہید عشق حضرت مولانا محمد حسین الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ذکر غوث الاعظم پر مشتمل ایک مختصر تحریر کو کتابی شکل دیتے ہوئے (جو تذکرۂ غوث صمدانی کے نام سے شائع ہو چکی ہے) اس کے مقدمہ میں ان الفاظ میں اپنی تمنا بارگاہ غوثیت پناہ میں عرض کی تھی، ،کہ اگر

کبھی فیضان غوثیت مآب متوجہ ہوئی تو آپ کے مناقب وفضائل میں اجمال وتفصیل کے درمیان ایک تحریری گلدستہ اپنی وسعت کے مطابق ہم بھی سجائیں گے۔ وما توفیقی الا باللہ،،

اس کے بعد سے اب تک دس سال کا ایک لمبا عرصہ گزر گیا اس درمیان حالات کے مدوجزر کا شکار ہو کر نہ جانے کتنی ہی آرزوئیں دم توڑ گئیں اور کتنی ہی تمنائیں حادثات کے گرداب میں دفن ہو گئیں کہ ان کے نشانات تک صفحۂ خیال سے محو ہو گئے تاہم یہ سرکار شہنشاہ جیلان سے اپنی نسبت کا فیض ہے کہ ایک دن جب کتاب مذکور پر نظر پڑی تو نخل تمنا ایک بار پھر سے ہری ہو گئی اور کشاں کشاں اس کی تکمیل کی طرف بڑھتا چلا گیا مگر اس سفر میں پھر یہ پریشان خاطری لاحق ہوئی کہ سرکار رضی اللہ عنہ کے حالات ومناقب پر تو ہزاروں کتابیں دستیاب ہیں اس مجمع میں میری اس کاوش کی کیا وقعت ہوگی اور لوگ نامور مصنفین ومؤلفین کی کتابیں چھوڑ کر میری تحریر کی طرف کیوں توجہ کریں گے؟ اس لئے عمل میں ایک طرح کی سستی آ گئی اور دل تنگی کا شکار ہو گیا۔

لیکن فیضان غوث اعظم جو مایوسی کی تاریکی میں امید کی کرن ہوتا ہے اور ان سے استغاثہ جو ہر مرض کے لئے تریاق مجرب ہوتا ہے مجھے بھی ظلمت یاس وقنوطیت سے نکال کر روشنی کی شاہ راہ میں لا کھڑا کر دیا چنانچہ ایک روز جب شرح حدائق بخشش از علامہ فیض اویسی علیہ الرحمہ کی ورق گردانی میں مصروف تھا تو اچانک دل پر یہ القا ہوا کہ مجھے اس سے کیا سروکار کہ میری کتاب کون پڑھے گا اور کون نہیں! مجھے تو اپنے مہربان آقا کی بارگاہ میں غلامی کا ثبوت پیش کرنا ہے کہ حضور میں بھی آپ کا فقیر ہوں اور بطور سند یہ تالیف لایا ہوں! معایہ خیال بھی پردۂ ذہن پر عزم وامنگ کا ترجمان بن کر ابھر آیا کہ ہاں اپنی محنت بھی قابل قبول ہو سکتی ہے اگر اسے مقبول بارگاہ غوث اعظم حضور اعلیٰ حضرت کے حوالے سے مزین کر دی جائے بس پھر کیا تھا دل دماغ معطر ہوا اٹھا گویا کہ ایک بند تھا جو کھل گیا ایک خشک نہر تھی جو جاری ہو گئی اس لئے کہ کریموں کی بارگاہ کا شیوہ ہے کہ وہ عمدہ کے ساتھ خستہ کو بھی قبول کر لیتے ہیں۔

شنیدم کہ درروز امید وبیم
بداں را بہ نیکاں بخشند کریم

اللہ کا شکر ہے کہ اس باب میں اب شرح صدر حاصل ہو چکا تھا، جستجو کی راہیں آسان ہوگئی تھیں اور فتاویٰ رضویہ شریف سے کسب فیض کر کے اپنی تالیف میں یک گونا انفرادیت کا یقین ہو چلا تھا چنانچہ اب نئے رنگ و آہنگ کے ساتھ منزل کی طرف جادہ پیمائی شروع چکی تھے اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی نیک تمنا کا نتیجہ محسوس شکل میں سامنے موجود تھا! الحمد للہ فالحمد للہ۔

اللہ کا شکر ہے کہ گوناگوں مصروفیات کے باوجود یہ مجموعۂ تذکرہ اس نہج پر ترتیب پایا کہ فتاویٰ رضویہ سے بکثرت استفادہ کیا اور عنوان کی مناسبت سے جس قدر گوہر آبدار ہاتھ آئے انھیں ایک دھاگے میں پیرونے کی کوشش کی جس کے لئے فتاویٰ رضویہ مترجم جدید ایڈیشن، ناشر: رضا فاؤنڈیشن جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کو سامنے رکھا اور بخوف طوالت و بغرض افادۂ عوام عموماً ترجمہ ہی نقل کرنے پر اکتفا کیا تاہم ضرورتاً جگہ جگہ اصل عبارتیں بھی لائی گئیں ہیں کہ اصل کی بات ہی کچھ اور ہوتی ہے۔

راقم نے کتاب کے مرکزی مضمون سے قبل قارئین کی بصیرت افروزی کے لئے ایک مقدمہ لکھا جس میں ولی وغوث کی تعریف، ان کے مدارج وفضائل وغیرہ کا ذکر اور مقام غوثیت وقطبیت کا بیان درج کیا جس کو نصوص شرعیہ واقوال ائمہ سے حتی الامکان مزین کرنے کی کوشش کی لیکن جب کمپوز ہو کر یہ تحریر بغرض ملاحظہ خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند **حضرت علامہ مفتی محمد بشیر الدین رضوی صاحب قبلہ** رام گنج کی خدمت میں پیش ہوئی اور ان سے چند دعائیہ جملے لکھنے کی گزارش کی تو حضرت نے اپنے بڑپن کا بھرپور مظاہرہ فرمایا اور اتنا کچھ لکھا کہ شاید اس کے بغیر یہ تالیف قارئین کو ناقص معلوم ہوتی لہٰذا حضرت کے ارشاد پر ان کی تحریر کو مقدمہ کی جگہ رکھا اور اپنے مقدمے کو ''مطلع انوار غوثیہ'' کے نام سے اس کے بعد رکھا مجھے امید واثق ہے کہ پڑھنے والوں کو یہ ترتیب ضروری بھائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ۔

اس ضمن میں ممنون کرم ہوں خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی رفیق الاسلام نوری دیناچوری مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ شکوریہ بلہور کانپور کا کہ حضرت نے اپنے تقریظی کلمات سے کتاب ہذا کی زینت اور وقعت میں اضافہ فرمایا اور خصوصیت کے ساتھ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ

حضرت علامہ مفتی محمد شاعر رضا رضوی مدظلہ النورانی استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف کا کہ حضرت مفتی صاحب قبلہ نے تالیف ہذا کی ترتیب میں نہ صرف مفید مشوروں سے نوازا بلکہ اس کی تائید وتحسین میں اپنے قیمتی وخوبصورت تاثرات بھی ثبت فرمائے جو کلمات تحسین کے طور پر اس کتاب کا لازمی حصہ بن گئے، نیز اس مقام پر حضرت علامہ ومولانا عثمان غنی مرکزی صاحب قبلہ استاذ جامعہ غوثیہ چوپڑا کا ذکر بھی ضروری ہے کہ انھوں نے کتاب کے مسودہ کو بہت باریک بینی سے ٹٹولہ اور اس کی خامیوں کو حتی الامکان دور کرنے کی کوشش کی! دعا ہے کہ اللہ رب العزت مذکورہ تمام حضرات کو سدا بامراد رکھے اور ان کی علمی رفاقت سے مجھے فیضیاب فرماتا رہے۔

اہل علم بخوبی جانتے ہیں کہ ایک دینی کتاب کی طباعت واشاعت کا مرحلہ کس قدر دشوار گزار اور مشکل ترین ہوتا ہے خاص کر ہمارے اس دیار میں جہاں علمی قدر ناشناسی اپنے عروج پر ہے اور پڑھنے والوں کی تعداد آٹے میں نمک برابر بھی نہیں، جہاں مسلمان اپنی جھوٹی شان وشوکت کو قائم رکھنے کے لئے ہزاروں، لاکھوں روپے پانی کی طرح بے دریغ خرچ کر ڈالتے ہیں اور دین پروری کے لئے ان کے پاس ایک روپیہ بھی نہیں ہوتا بلکہ جس علاقہ کے ارباب مدارس ومساجد کو یہ خیال کبھی چھو کر بھی نہ گزرا ہو کہ دینی کتابوں کی طباعت واشاعت بھی ان کا ایک فریضہ ہے ایسی جگہ ایک دینی کتاب کو منظر عام پر لانا، اسے مفت میں تقسیم کر دینا اور پھر بدلے میں تنقید وتمسخر آمیز جملوں کا سامنا کرنا کتنا قیامت خیز اور صبر آزما ہے، مگر اس بندۂ شرمندہ پر اپنے رب کریم کا یہ خصوصی فضل واحسان ہے کہ بے گانگی کے اس ماحول میں بھی اس نے ایسے ایسے مخلص دوست واحباب سے نوازا جو حزن ویاس کے طوفان میں کشتی نوح کی نظیر بن کر سامنے آجاتے ہیں، انھیں مخلص رفیقوں کی عنایات وتوجہات کا ثمرہ ہے کہ فقیر کی پچھلی کئی تالیفات زیور طبع سے آراستہ ہو کر اہل علم کی میز تک رسائی حاصل کر چکی ہیں امید ہے کہ آئندہ بھی افادۂ ملت کی خاطر ان کی کرم نوازی کا یہ سلسلہ جاری رہے گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

یوں تو یہ تجربہ ہو چکا ہے کہ اس کام لئے فقیر اپنے جس دوست سے بھی التماس تعاون کرے گا حرف انکار سننے کو نہ ملے گا لیکن ہر بار سب کو زحمت دینا مناسب معلوم نہیں ہوتا چنانچہ اس بار زیر

نظر کتاب کی اشاعت کے لئے جن احباب نے پورے اخلاص کے ساتھ اپنے تعاون سے نوازا ان کے اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

(۱) خلیفۂ توصیف ملت حضرت مولانا مفتی احمد علی رضوی خطیب و امام سنی حنفی جامع مسجد دار جلنگ (۲) خلیفۂ غیاث ملت حضرت مولانا عباس علی رضوی صاحب خطیب و امام جترا گچھ لکھی پور جامع مسجد (۳) اسیر تاج الشریعہ حضرت حافظ و قاری شکیل احمد رضوی صاحب قبلہ بنگلور (۴) محب محترم حضرت مولانا منصور عالم رضوی صاحب قبلہ جھوڑا گچھ (۵) عزیز گرامی حضرت مولانا مفتی حیات اللہ رضوی صاحب دربھنگہ (۶) رفیق محترم حضرت مولانا غلام معصوم صاحب قبلہ زم زم دیناجپوری (۷) محب مکرم حضرت مولانا ایثار رضوی صوحب قبلہ ہرسیا گچھو (۸) محب گرامی حضرت مولانا قیصر رضا صاحب آمتولہ چوپڑا غیر ہم۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے وسیلے سے ان احباب کے علم و عمر میں برکتیں نازل فرمائے اور دین و سنیت کے ذوق اشاعت سے انھیں ہمیشہ مالا مال رکھے۔

آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

والسلام مع الکرام

اپنے مخیر احباب کا احسان مند

احقر احمد رضا مصباحی غفرلہ

تقریظ جلیل

رئیس الفقہاء خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد رفیق الاسلام نوری منظری مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ شکریہ بلہور کانپور یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

حضرت علامہ مولانا مفتی محمد احمد رضا قادری مصباحی زادہ اللہ تعالی علما و عملا و عمرا صرف ایک عالم دین ہی نہیں بلکہ ماضی کے آئینہ میں حال کی تصویر سازی کرتے ہوئے قومی مستقبل کو سنوارنے میں ایک بہترین مفکر اور لائق مدبر بھی ہیں، علاقائی حالات پر آپ کی بڑی گہری نظر رہتی ہے، ایمان سوز بدعقیدگی کے خلاف آپ کی معرکہ آرائی قابل تعریف ہے، تینوں میدان (تعلیم، تقریر اور تصنیف) میں آپ کی خدمات ناقابل فراموش ہیں، ان کی متعدد تصنیفیں داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں، اسی سلسلے کی ایک زرین کڑی آپ کی یہ تازہ تصنیف ہے جو، تذکرہ غوثیہ از افادات رضویہ،، کے نام سے قارئین کے ہاتھوں میں ہے، انداز بیان بڑا دلنشین اور دلگیر ہے، آسان الفاظ میں اس کتاب نے کافی علمی سرمائے کا احاطہ کر لیا ہے۔

ترتیب ابواب میں بھی مقام تقدم و تاخر کا حسین لحاظ رکھا گیا ہے، اس لئے سرکار غوثیت کے بارے میں کچھ تحریر سے پہلے آپ نے ولی اور ولایت کے مفہوم کو واضح کیا ہے پھر اولیائے کرام کے فضائل کو ایسا بیان کیا گیا ہے، جس میں بطور دلیل قرآن کریم کو ہی اولیت حاصل ہے، ثانوی منزل میں احادیث مبارکہ کی خوب خوب ضیاباریاں ہیں، اسی طرح مندرجہ ذیل ابواب بھی بڑے مفید ہیں یعنی۔

اولیائے کرام کے طبقات۔

غوث اور قطب کا تعارف۔

مقام غوثیت۔

غوثیت کبریٰ۔
نام ونسب اور پیدائش۔
آپ کے مشہور اساتذہ۔
آپ کے مشائخ طریقت۔
آپ کے مقامات عالیہ کی چند جھلکیاں۔
اولیائے کرام پر آپ کی فضیلت۔
آپ کی شان فقاہت۔
کرامات۔

آگے اولیائے کرام کے طبقات کا بیان ہے، یعنی قطب الکبریٰ، اقطاب، امامان، اوتاد، ابدال، اخیار، ابرار، نقباء، نجباء، مکتومان، مفردان، بالجملہ یہ تصنیف صوری اور معنوی لحاظ سے بڑی مفید اور قابل ستائش ہے اللہ تعالی فاضل گرامی وقار کے ان خدمات کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مقبول انام بنائے آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

محمد رفیق الاسلام نوری منظری

جامعہ شکوریہ بلہور کانپور اتر پردیش

۳/رجب ۱۴۴۳ھ

کلمات تحسین

ماہر علوم اسلامیہ خلیفۂ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی محمد شاعر رضا رضوی مدظلہ العالی

استاذ جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سنیم من نعرۂ تکبیر ورسالت می زنم
دم ز بو بکر وعمر، عثمان وحیدر می زنم
قادریم من نعرۂ یا غوث اعظم می زنم
دم ز شیخ احمد رضا خاں قطب عالم می زنم

آپ کے ہاتھ میں یہ مبارک کتاب بنام **"تذکرہ غوثیہ از افادات رضویہ"**، ہے اسے محقق عصر ماہر علم وفن خلیفہ حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد احمد رضا صاحب قادری مصباحی حنفی دیناجپوری (اطال اللہ عمرہ وزاد علمہ وفضلہ) صدر المدرسین جامعہ اہل سنت جوہر العلوم گنجریا اسلام پور نے تحریر فرمائی، یہ کتاب مستطاب مجھ فقیر بے توقیر کو بہت پسند آئی اور ان شاء اللہ ہر حق پسند کو پسند آئے گی، کہ اس میں رسول اعظم ﷺ کے جانشین سیدنا سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ افادات مجدد اعظم اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ماخوذ ہے، جاذب نظر کتاب ہے، قابل ستائش کام، دلکش نام، مواد تحقیقانہ، انداز واسلوب عالمانہ، طریق تفہیم حکیمانہ ناصحانہ، مزید اس میں مخدوم گرامی مفتی صاحب قبلہ نے ولی وولایت کی لغوی واصطلاحی معانی کی تفصیل، قطب وابدال کی توضیح وتشریح بیان فرما کر آجکل کے عالم نما جاہلوں، بے پڑھے فقیروں، متانوں، درویشوں کو اور ان کے ضعیف الاعتقاد ہوا خواہوں کو سچ کا آئینہ دیکھا دیا ہے تاکہ وہ اپنے گرد آلود مکروہ چہروں کو دیکھیں۔

یونہی آجکل کے یتیم العلم غریب العمل پیران جو اپنے آپ کو ولی وقطب اور غوث زمانہ کہلوانا، سننا پسند کرتے ہیں اور ان کے دم چھلے، تھالی کے چٹے بٹے مولویان بھی دیکھیں پڑھیں

کہ ولی وقطب وغوث کے معانی ومطالب کیا ہیں، کیا وہ تعریفات ان چوغہ وقبا، دستار وجبہ لگا کر، ادھر ادھر کی بے ثبوت قصے کہانیاں سنا کر بھولے بھالے مسلمانوں کو لوٹنے والے جہلا پیروں پر صادق آتی ہیں یا نہیں؟ اور ان کی وکالت کرنے والے خود کو اور انہیں اس شرعی ترازو پر ناپ کر دیکھ لیں، اور یہ بتائیں کہ سادہ لوح مسلمانوں کے سامنے ان لٹیرے پیروں کو ولی وقطب صاحب کشف وکرامت کہہ کر اور بے تکی القابات دیکر پیش کرنا، ان کی شان میں بے بنیاد چنیں و چناں بکنا، کیا یہ سفید جھوٹ نہیں ہے؟ اور کیا یہ عند الشرع دھوکہ وفریب وگناہ نہیں ہے؟ اور عند اللہ ماخوذ نہ ہوگا؟ اور سیدھے سادے عوام کے روبرو مرید پر پیر کے حقوق چیخ چیخ کر بیان کرنے والے کیا نہیں جانتے، نہیں دیکھتے کہ بے چارے عوام مریدین عقیدت میں سب کچھ ان پر نچھاور کرنے کے لیے تیار ہیں، اور وہ لوٹنے کے سوا کرتے کیا ہیں، کیا شرعا مریدین کے حقوق ان پر نہیں ہیں؟ ان کے حقوق کے ساتھ مریدین کے حقوق بیان کرنے سے زبان خاموش وگونگی کیوں؟ یا وہ ان حقوق سے جاہل وغافل ہیں؟ اگر ھکذا تو یہ دیکھیں اور بار بار پڑھیں کہ امام اہل سنت مجدد اعظم سیدنا سرکار اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

مرید کا پیر پر حق یہ ہے کہ اسے مثل اپنی اولاد کے جانے، جو بات بری دیکھے اس سے منع کرے، روکے، نیکیوں کی ترغیب دے۔ حاضر وغائب اس کی خیر خواہی کرے، اپنی دعا میں اسے شریک کرے، اس کی طرف سے براہ نادانی جو گستاخی بے ادبی واقع ہو اس سے درگزر کرے، اس پر اپنے نفس کے لئے ناراض نہ ہو، اس کی ہدایت کے لئے غصہ ظاہر کرے اور دل میں اس کی بھلائی کا خواستگار رہے، اس کے مال سے کچھ طلب نہ رہے، تا بمقدور اس کی ہر مشکل میں مددگار رہے وغیرہ وغیرہ،، (فتاوی رضویہ شریف)

اس پر تبصرہ کئے بغیر بس اتنا کہوں گا کہ پیر ہو یا کوئی اور اسے مسلک اعلی حضرت کی عدالت میں پیش کر کے دیکھو اگر اس کے موافق ہو تو مسلم ورنہ لا نسلم۔

مانیں نہ مانیں آپ کی مرضی مگر حضور
ہم نیک و بد جناب کو سمجھائیں گے ضرور

اللہ عزوجل حضرت مفتی احمد رضا صاحب کو جزائے خیر دے کہ انہوں نے تذکرہ غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ولی، قطب وغیرہ کی تصریح فرما کر ایسے پیروں اور ان کی اندھی عقیدت میں مستغرق لوگوں کے لیے لمحہ فکریہ پیش کیا ہے اور بغرض اصلاح عوام بہت مفید اور گرہ میں باندھنے لائق باتوں کی تصریح فرمائی ہیں اور مزید ایسے کاموں کا ان سے توقع رکھتے ہیں۔ الحمد للہ موصوف گرامی اب تک تقریباً دو درجن مطبوعہ غیر مطبوعہ تصنیفات وتالیفات اور کم وبیش پچاسوں مقالات تحریر کر چکے ہیں اور یہ سب کے سب ملی سماجی علمی فکری اصلاحی دفاعی حالات کے مقتضیٰ کے موافق ہیں، اور ان میں تحقیقات وتدقیقات کا رنگ خوب نمایاں ہے کما لا یخفی علی المتدرب اور الحمد للہ ہم خوب جانتے ہیں کہ موصوف کو نہ نام سے مطلب نہ دام سے بلکہ دینی کام سے مطلب رکھتے ہیں اور شرع کو یہی مطلوب ہے، نیز مفتی صاحب کی تصنیفات وتالیفات سے یہ بات بدر منیر کی طرح روشن ہے کہ آپ مسلک اعلی حضرت کی ترویج واشاعت کا بے لوث جذبہ وشوق رکھتے ہیں، یہ حسن نیت اور اعلی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے غایت درجہ محبت کی دلیل ہے، اس لئے آپ کی فکر عالی، فکر رضا کی تبلیغ کے لیے نہایت کوشاں ہے، آپ کی زندگی کا مقصد ومشن یہی ہے کہ

مسلک اعلی حضرت پہ قائم رہو
زندگی دی گئی ہے اسی کے لئے

آپ کی تحریر وقلم کی صدا یہی ہے کہ جدید رنگ وآہنگ اور نئی نئی ترتیبات کے ساتھ دنیا والوں کے سامنے اعلی حضرت کو پیش کیا جائے تا کہ ان کے دلوں میں محبت رضا راسخ ہو جائے۔ فقیر بے توقیر دعا کرتا ہے کہ اللہ عزوجل ہمارے مخدوم گرامی کی عمر وصحت اور علم وقلم میں برکتیں عطا فرمائے، ان کی خدمات کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو مفید عام ومقبول انام کرے۔ آمین یارب العالمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

والسلام مع الکرام

ابو حمدان محمد شاعر رضا قادری رضوی دارجلنگوی
خادم درس وافتاء جامعۃ الرضا بریلی شریف

تقدیم

بقیۃ السلف بشیر ملت خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ ومولانا مفتی محمد بشیر الدین رضوی صاحب قبلہ
صدر المدرسین دار العلوم تنظیم اصلاح المسلمین رام گنج بازار ضلع اتر دیناجپور بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں آقا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف دروالا تیرا

عزیز القدر صاحب تصانیف متعددہ حضرت علامہ مفتی احمد رضا رضوی خلیفۂ حضور تاج الشریعہ کی تازہ بیش بہا کاوش بنام ،تذکرۂ غوثیہ از افادات رضویہ،کو سرسری طور پر دیکھا فقیر کو یہ مجموعۂ تالیف خوب پسند آیا، ماشاء اللہ تالیف وتخریج میں عنوانات کا انتخاب، ماتحت مضامین کا ترتیب وار چناؤ، وہ بھی ذات واحد کے ماخذات، مقامات مختلفہ سے عرق ریزی سے یکجا کرنا اور ان ہی کے اشعار باعتبار تناسب لانا یقینا کار اہم ہے ان سب کی رعایت مفتی صاحب نے دیدہ وری سے کی ہے قارئین باذوق سلیم خود ملاحظہ کر کے محظوظ ہوں گے۔

ہر دانائے باوفا پروردۂ سگ آستانۂ عالیہ سرکار غوثیت مدار اپنے سخی داتا وآقا کا ذکر تحریرا وتقریرا اپنی روح کی غذا محسوس کرتا ہے اور دراصل اس سے لذت ایمانی بھی میسر ہوتی ہے چنانچہ یہ فقیر بھی اپنے عہد شباب میں پہلی بار مقبول بارگاہ رسالت کتاب ،سبع سنابل شریف ،کا مطالعہ نہایت عقیدت کے ساتھ شروع کیا تو ہر ہر سطر پر تیزی سے نظر دوڑتی رہی کہ اس مشہور

زمانہ کتاب مستطاب میں کہاں میرے قبلۂ دیں وکعبۂ ایماں کا ذکر مسطور نظر نواز ہوگا کہ چند ساعت کے لئے میری نظر ٹکے گی۔آخر کتاب تک یہی کیفیت رہی اور جب یہ آرزوئے دیدنادید میں تبدیل ہوگئی تو ایک طرح کی مایوسی عرصے تک چھائی رہی لیکن جب معلوم ہوا کہ حضور غوث الثقلین کے حالات پر آپ کی ایک مستقل کتاب ہے تو یہ خلجان قلبی رفع ہوا اور قلب مشکور ومسرور ہوا۔الحمدللہ علی ذالک۔

اسی طرح جب اس دربار فیض بار کے عشاق یہ سنتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہٗ س کو عہد طفولیت سے بارگاہ غوثیت مآب سے اتنی وارفتگی تھی کہ صغرسن میں آپ نے جب سنا کہ حضور غوث اعظم کا مزار اقدس بریلی شریف سے جانب شمال ہے تب سے اُدھر پیر پھیلانا ادبا ترک کر دیا نیز جب فضائل ومناقب غوثیہ اس جانثار ناموس غوثیت کے پاسبان سے نظما ونثرا کمال عقیدت سے مملو بعض تحریرات دیکھتے ہیں تو از خود ایک سوال وارد قلب ہوجاتا ہے کہ اس فدائے غوث الوریٰ نے کہاں کہاں گلہائے عقیدت ومحبت کھلائے ہیں؟ شاید اسی فکری احساس نے مؤلف موصوف کو اس دانشمندانہ اقدام پر آمادہ کیا ہو،تو آپ نے سیدی امام احمد رضا علیہ الرحمہ کے بعض بعض فتاویٰ،ملفوظات،کتب ورسائل سے چن چن کر ایک انمول گلدستہ کتابی شکل میں تیار کر کے ارباب علم ودانش کی کتابی میز پر پیش کرنے کا عزم مصمم کیا اور اپنی وہ نسبت غلامی جو حضور تاج الشریعہ کے توسل سے ملی ہے اور محبت قادری جو وراثتاً اپنے والد ماجد مقرر ہر دلعزیز بنگال، بہار، آسام، نیپال، بھوٹان، سکیم، المعروف بلبل بنگال حضرت مولانا الیاس صاحب اشرفی نور اللہ مرقدہ سے پائی ہے ان کا بذریعہ تحریرا اظہار کر دیا، اب نگاہ قدر سے دیکھنا نہ دیکھنا آپ کے فیصلۂ ضمیر پر ہے۔

حضور اعلیٰ حضرت کے تعلق سے ایک سوالیہ تردد حاشیہ ذہن پر یہ بھی ابھرتا ہے کہ سرکار غوثیت سے اتنی بے پناہ دلی وابستگی کے باوجود اس عظیم فدائی غوث اعظم نے سوانح غوث اعظم کیوں نہیں لکھا جیسا کہ اور اہل عقیدت نے اپنے اپنے انداز میں لکھا ہے؟ تو جواباً عرض کروں گا کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے اسی تناظر میں آپ کے نوک قلم سے ہزار سے زائد

کتب ورسائل منصہ شہود پر آئے ہیں اسی ضرورت کے مدنظر وقتاً فوقتاً تعلق غوث پاک سے نظماً ونثراً اپنی حیات مستعار کے ازمان مختلفہ میں صفحۂ قرطاس پر اتنی ڈھیر ساری مثل لعل وگوہر بیش بہا قیمتی تحریرات آگئی ہیں کہ ان سب کو اگر جمع کیا جائے تو مجموعہ بڑی سے بڑی کتب سوانح سے ضخامت میں کم نہ ہوگا۔ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ سوانح لکھنا اور بات ہے،صاحب سوانح کے درجات ومراتب حقہ پر لسانا وقلما حملہ آوروں کا مستحکم ومسکت جواب دینا اور بات ہے جو بنسبت اول اہم ہے،مزید برآں اپنے قول وفعل،نظم ونثر کے ذریعہ بدرجہ غایت عقیدت ومؤدت کے غنچے کھلا کر اہلسنت وجماعت کے قلوب واذہان معطر کرنا اور اس فرخندہ بخت ابن رسول کے حب لازوال بعد رسول انام ایسا بسا دیا کہ حلاوت ایمانی ہویدا ہوجائے،یہ ایک ایسی خصوصیت ہے جو بارگاہ امام احمد رضا کے ماسوا نظر نہیں آتی نمونہ کے طور پر ایک ہی شعر پیش قارئین کر رہا ہوں۔

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو مرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

درمیان میں خیال طوالت حائل نہ ہوتا تو ایسی خصوصیات کی کچھ جھلکیاں دیکھاتا،ہاں زیر نظر تالیف میں اس کی جلوہ نمائی ضرور ملے گی۔اب اس فقیر بے نوا کی دلی خواہش قلم کو جنبش دینے پر مجبور کر رہی ہے کہ تم بھی کچھ ثنائے سرکار بطور وظیفہ کر کے ان کے دریائے رحمت وسخاوت سے چند چھینٹے حاصل کرنے کی سعی کرو،شاید مل جائے تو زہے نصیب۔اور اس امید کو یہ ذرۂ بے مقدار خام نہیں تام سمجھتا ہے جبکہ آپ کی ایک نگاہ کرم وتصرف نے چند ساعت میں بڑی بڑی مونچھوں والا کافر زناری نصرانی کو اور اپنی ہی خانقاہ کے گودام سے چوری کرنے والے چور کو تائب کرا کے قطب وابدال کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا!وہ تو دشمنان خدا اور منکران محبوب خدا تھے ،جب غیروں کے ساتھ یہ کرم!!!یہ حقیر لاکھ گنہگار سہی ہے تو ذرہ ان کا۔

بدسہی چور سہی مجرم وناکارہ سہی
اے وہ کیسا ہی سہی ہے تو کریما تیرا

دوستی کا دعویٰ اگرچہ بغیر دلیل کے عبث سمجھتا ہوں مگر سعدی علیہ الرحمہ کے اس شعر سے متأثر ہوکر آسرا ضرور رکھتا ہوں۔

دوستاں را کجا کنی محروم!
تو کہ با دشمناں نظر داری

ابتدا میں امام احمد رضا کا جو شعر ہم نے ذکر کیا،،جو ولی قبل تھے الخ۔۔۔گویا ترجمہ ہے درج ذیل ارشاد خضر علیہ السلام کا: **ما اتخذ الله ولیا کان او یکون الا هو یتأدب معه الی یوم القیامة**: یعنی اللہ تعالیٰ کے جتنے اولیاء ہوئے اور ہوں گے قیامت تک سب شیخ عبد القادر جیلانی کا ادب کرتے ہیں (بہجۃ الاسرار) اور شروع کے دوسرے دوشعر گویا آپ کے اس ارشاد کی تشریح ہے۔

کل قطب یطوف بالبیت سبعا
وانا البیت طائف بخیامی

حکم زیارت: سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہ عظیم صاحب کشف وکرامت سرداران اولیاء میں سے ہیں آپ اس بانصیب مرد کو جو سفر بغداد کے ارادے سے آپ کی خدمت میں دعا واجازت لینے حاضر ہوا تھا،فرمایا جب بغداد پہنچو تو سب سے پہلے تم اگر شیخ عبد القادر جیلانی باحیات ہیں ان کی زیارت کرنا،اگر پردہ فرما گئے ہیں تو ان کے مزار اقدس کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کیوں کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کے حال سلب ہوجائیں گے اگرچہ اس کے مرتے وقت۔

بازِ اشہب کی غلامی سے یہ آنکھیں پھرنی
دیکھ!! اڑ جائے گا ایمان کا طوطا تیرا

ایک مرد خدا کا سلب حال: ایک صاحب حال مردان خدا میں سے جسے طی الارض کا قدرتی ملکہ حاصل تھا شہر بغداد کے اوپر ہوا میں تیزی سے اڑ کر جا رہا تھا اس کو یہ بدظنی

پیدا ہوگئی کہ اس شہر میں میرے جیسا کوئی مرد خدا نہ ہوگا! جوں ہی یہ تصور باطل اس کے دماغ میں آیا مسلوب حال ہو کے فوراً زمین بوس ہو کر شہنشاہ بغداد کے قدمہائے ناز سے چمٹ گیا اور بڑی عاجزی وانکساری سے معذرت خواہ ہوا۔ سرکار دریادل رحمت نے کرم فرما کر قدموں سے اٹھا کر اشارہ فرمایا تو پھر مثل سابق اڑ کر فضاؤں میں نظروں سے اوجھل ہوگیا۔ حاضر باش خدام ایسے سکتے میں آگئے کہ عرض استفسار کی ہمت بھی نہ ہوسکی کہ حضور یہ کیا ہوا اور کیسے ہوا، گرنے والا کون تھا؟ حضور نے از راہ بردہ نوازی خود ارشاد فرمایا! یہ ایک صاحب حال جوان تھا میرے شہر کے اوپر سے اڑ کر بہت تیزی سے گزر رہا تھا بدگمانی کا شکار ہوگیا کہ میرے جیسا اس شہر میں کوئی قوت وتصرف والا نہ ہوگا اس لئے سلب حال کا شکار ہوگیا بعد منت وسماجت حالت مسلوبی کو واپس کر دیا، اشارہ کیا ارنے کا تو فوراً چل دیا۔ فرمایا سیدنا احمد کبیر رفاعی نے جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ جائے اس کا حال سلب ہو جائے۔

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا

دیدار غوثیت پانے والے کے لئے خوش خبری: شہنشاہ دو عالم ﷺ نے جس طرح صحابہ، تابعین وتبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو خیر القرون میں شامل فرما کر ایک خاص نوعیت کا اعزاز بخشا، آپ کے فرخندہ بخت فرزند ارجمند غوث جن وانسان سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی علیہ الرحمہ نے بھی تا قیامت غلامی میں آنے والے کو تحفۂ طوبیٰ عطا فرمایا، اس نائب حبیب پروردگار نے فرمایا: الاطوبیٰ لمن رانی ولمن رأمن رانی الخ۔۔: خوش خبری ہے اس کے لئے جس نے مجھے دیکھا، یا مجھے دیکھنے والے کو یا مجھے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا! یہاں بھی تین طبقات کے حضرات کے لئے بشارت ہے۔

اب غوث پاک کی یہ بشارت روح فزا صرف مذکورہ طبقات ثلاثہ کے لئے ہے جیسا کہ ظاہر ہے یا پھر اور طبقات کے افراد کے لئے اس میں شمولیت کی کوئی صورت ہے؟ اس امر میں فقیر کا وجدان کہہ رہا ہے کہ حضور نے اپنے کرم سے جس جس غلام و باندی کو خواب میں دیدار باسعادت سے بہرور فرمایا، یا تا قیامت فرمائیں گے ان کو بھی زمرۂ طوبیٰ میں شامل فرمالیا ہوگا یہ اور بات

ہے کہ طبقۂ ثلاثہ بمقابلۂ مابعد افضل ہوں۔ بلکہ اعلیٰ حضرت عظیم البرکت امام احمد رضا قدس سرہٗ نے تو ہر وہ دل جو مشغولیت غوث میں مدام لیل ونہار ہوا انھیں بھی زمرۂ طوبیٰ میں شمولیت کا درجہ دیدیا چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

الاطوبیٰ لکم ہے وہ کہ جن کا
شبا بہ روز درد دل ہے یا غوث

غوث اعظم کی دعا اپنے مریدوں کے لئے: حضور پر نور غوث اعظم کے لئے ایک دن قادر مطلق کی طرف سے ایک بھاری جائے نماز تخت سلیمانی کی طرح ہوا میں معلق ہو کر بچھ گئی جو سبز رنگ کی تھی اور سونے و چاندی کے تاروں سے مرصع تھی، حضور غوث پاک نے نماز ظہر ادا فرما کر یہ دعا کی اے میرے پروردگار میں تیرے محبوب جو خلائق میں سب سے بہترین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو سیلہ بنا کر دعا کرتا ہوں کہ تو میرے مریدوں کی اور مریدوں کے مریدوں کی جو میری طرف منسوب ہوں اس وقت تک روح قبض نہ کرنا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں! حضرت سہل ابن تستری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ کی دعا پر فرشتوں کے ایک بڑے گروہ کو آمین کہتے سنا، جب آپ دعا ختم کر چکے تو پھر ہم نے یہ ندا سنی کہ تم کو خوش خبری ہو ہم نے تمھاری دعا قبول کرلی ہے (بہجۃ الاسرار)

جس کی مرضی خدا نہ ٹالے
میرا ہے وہ نامدار آقا

آپ کے مرید جس قدر نیک بخت ہیں کسی اور کے نہیں: شیخ ابو الحسن علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان چار اولیاء میں سے ایک ہیں جو مادر زاد اندھوں اور مبروصوں کو اچھا کرتے تھے اور سرکار بغداد کے قریبی فیض یافتہ معاصر ومصاحب تھے آپ نے فرمایا کہ کسی شیخ کے مرید اس قدر نیک بخت نہیں جس قدر نیک بخت سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید ہیں۔ قصیدۂ غوثیہ میں خود فرماتے ہیں۔

مریدی ھم وطب واشطح وغنی
وافعل ما تشآء فا الاسم عالٍ

غوث پاک کے دائرۂ مریدین کی وسعت: ائمہ فرماتے ہیں کہ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفتر میں قیامت تک کے مریدین کے نام درج ہیں، جس قدر غلامی میں ہیں یا آنے والے ہیں۔ حضور پرنور فرماتے ہیں رب عزوجل نے مجھے ایک دفتر عطا فرمایا جو منتہائے نظر تک وسیع تھا جس میں قیامت تک میرے مریدوں کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا: وہبت لک: میں نے یہ سب تجھے بخش دیئے (الملفوظ)

جسے مانگے نہ پائیں جاہ والے
وہ بے مانگے تجھے حاصل ہے یا غوث

یہ ذرۂ بے مقدار بھی بتوسل سرکار مفتی اعظم عالم اسلام رضی اللہ عنہ ان کا مرید بن گیا ہے قبول کرنا یا انکار کرنا ان کے ہاتھ میں ہے ہاں اتنا معلوم ہے کہ جس زمانے میں مجھے عقل وشعور نہ تھا تب سے اپنے لوح دل پر آپ کا اسم گرامی پاتا ہوں، ان ہی فرمودات از آنجملہ جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے وہ بھی میرے مرید ہیں، اس لئے امید کرتا ہوں کہ آپ ایسے سخی ابن سخی کریم ابن کریم ہیں کہ چور کو بھی اپنے دریائے کرم سے محروم نہ لوٹایا اس لئیم بے قدر کو بھی نہ شرمائیں گے۔

تم وہ! کہ کرم کو ناز تم سے
میں وہ ہوں کہ بدی کو عار آقا

حضور مفتی اعظم کی بارگاہ غوث اعظم میں انوکھا استدعا

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

فرمان غوث اعظم: قدمی ھذہ علی رقبۃ کل ولی اللہ: یہ حکم الہامی وماذونی سنتے ہی معاسارے اولیاء کرام نے گردنیں جھکا کر اپنے مناصب ولایت کو محفوظ ہی نہیں کیا بلکہ مزید انعامات باری سے خود کو مالا مال بھی کیا۔ مگر میرے مرشد اعظم مزید برآں بارگاہ اعلیٰ مرتبت میں عرض آرزو کرتے ہوئے نظر آتے ہیں یعنی آپ صرف گردن ہی کی بات نہیں کرتے بلکہ دل وجگر، چشم وسر جو ساخت جسم انسانی میں اس سے عظمت و بقائیت میں اعلیٰ

مقام رکھتے ہیں ان میں قدمہائے کرامت رکھنے کی آرزو کرتے ہیں اور یہ تمنا محض تمنا نہیں، شعری تخیل کی پیداوار نہیں بلکہ مبنی برحقیقت دل نوری کی حقیقی صدائے وارفتگی ہے جو اب تک جہان سنیت میں گونج رہی ہے اور اہل عقیدت سن کر جھوم اٹھتے ہیں جس کے صلہ میں قاسم ابن قاسم نعمت نے انھیں ایسا چمکایا کہ چمکنے والے بھی محو حیرت ہو گئے، اب ہم باقی ماندہ بچے کھچے غلامان حضور مفتی اعظم کو تادم واپسیں وظیفۂ قادریہ کی صورت میں دلوں کو مشغول رکھنے کے لئے ہمہ وقت اپنانا چاہئے یا غوث اعظم پیر ماروشن ضمیر کہنے کے بعد پڑھنا چاہئے۔

یہ دل یہ جگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے
جہاں چاہو رکھو قدم غوث اعظم

خانوادۂ اعلیٰ حضرت کا طریقۂ بیعت: یہ فقیر سراپا تقصیر اپنے گیارہ سالہ تعلم وتعلیم کے عہد زریں کے دوران بریلی شریف میں بارہا اپنے پیر ومرشد سرکار حضور مفتی اعظم ہند کو بیعت فرماتے دیکھا، آپ بعد توبہ واستغفار مذہب اہلسنت وجماعت پر قائم ودائم رہنے کے عہد وپیمان اور بدمذہبوں کی صحبت سے بچنے کے اقرار لے کر مرید کا ہاتھ پکڑ کر فرماتے! کہو میں نے اپنا ہاتھ پیران پیر روشن ضمیر سیدنا محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دست حق میں دیا، الٰہی مجھے ان کے گروہ میں شامل فرما اور میرا حشر ان کے ساتھ فرما! اور ان کے سچے جانشین فقیہ اسلام مرجع انام تاج الشریعہ حضرت علامہ حضور اختر رضا قادری قدس سرہٗ اپنے مرید کا ہاتھ تھام کر فرماتے کہو! میں نے اپنا ہاتھ آپ کے ذریعہ حضور مفتی اعظم کے دست پاک میں دیکر سرکار غوث اعظم کے دست حق میں دیا۔

حضور مفتی اعظم مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر غوث اعظم کے دست برحق میں دیتے تھے اور حضور تاج الشریعہ بلحاظ ادب بذریعہ حضور مفتی اعظم غوث اعظم کے دست حق میں دیتے تھے اور نبیرۂ اعلیٰ حضرت خطیب عالم اسلام پیر طریقت حضرت علامہ الحاج توصیف رضا خاں قادری مدظلہ العالی کہ پورے خانوادہ میں وہ واحد فرد ہیں جو سب سے زیادہ ملکی وغیر ملکی تبلیغی اسفار کرتے ہیں ان کا بھی انداز بیعت اسی طرح ہے مگر آپ مریدین کو حضور مفتی اعظم کا مرید

بنا کر سلسلۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں داخل حسنات کرتے ہیں۔ آج بھی پوری دنیائے سنیت میں سلسلۂ عالیہ قادریہ کو سب سلاسل پر عروج وفروغ حاصل ہے اور ان شاء اللہ تاقیامت رہے گا۔

مزرع چشت وبخارا وعراق واجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا

اب رفتار قلم کو بزور اس لئے بریک لگا رہا ہوں کہ طباعت کا معاملہ ہمارے اطراف میں از حد دشوار ہے خود لکھیں اور سرمایہ بھی اپنا لگا کر کل کتابیں فری میں تقسیم کریں ظاہر ہے کہ یہ ذمہ داری اٹھانا عزیز العلام مؤلف اور ہم جیسے معمولی تنخواہیں پانے والے مدرسین کی دسترس سے باہر ہے، ایسا نہیں کہ ہمارے یہاں اہل ثروت نہیں! ضرور ہیں اور بہت ہیں مگر اس طرح کے اہم دینی امور کے لئے اہل دل نہیں۔ شادیوں میں ہزاروں نہیں لاکھوں روپے ضرورت کے ماسوا اسراف کی جھولیوں میں ڈال دیتے ہیں اور اوپر سے گناہ بے لذت بھی مول لیتے ہیں یہاں تک کہ چالیسواں و برسی وغیرہ میں بھی بنام ایصال ثواب ضرورت سے کئی گنا سجاوٹ وطعام داری میں صرف کرتے ہیں، تجربہ شاہد ہے ایسے صارفین مسرفین سے جب پیشگی کہا جاتا ہے کہ مقصد جب ایصال ثواب ہے تو اخراجات کو ایک حد تک کم کر کے وہی رقم ایسے دینی مصرف میں لگائیں کہ مرحوم کو صدقۂ جاریہ کے طور پر ایصال ثواب ہوتا رہے تو مایوسی کے علاوہ کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ بہرحال خداوند قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ اپنے حبیب ﷺ کے صدقے وہ اس کتاب کی طباعت کی کوئی اچھی سبیل پیدا فرمادے تاکہ مؤلف عزیز کے حوصلے بلند رہیں اور مزید تصنیفی وتالیفی امور ان سے انجام پاتے رہیں نیز اللہ رب العزت عزیز گرامی کی زبان وبیان اور قلمی کاوش میں روز افزوں ترقی عطا فرمائے وجملہ بلیات سماوی وارضی سے مامون رکھے۔ آمین۔

ایں دعا از من وجملہ جہاں آمین باد

محمد بشیر الدین رضوی غفرلہ

۱۵ر شعبان المعظم ۱۴۴۳ھ

باب دوم

مطلع انوار غوثیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

ولی کی لغوی وشرعی تعریف

ولی کی تعریف میں محققین علماء کے الفاظ مختلف ہیں مگر تعبیر ایک ہی ہے مثلاً علامہ مرتضیٰ حسین زبیدی لکھتے ہیں۔

:الولی له معان کثیرة، فمنها المحب، ومنها الصدیق، ومنها النصیر: یعنی ولی کے بہت سے معنی آتے ہیں جیسے محبت کرنے والا، دوست، مددگار وغیرہ (تاج العروس۔ ج40، ص242)

ولی کا لغوی واصطلاحی معنی بیان کرتے ہوئے علامہ راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ لکھتے ہیں۔

:ولی: الولاء والتوالی: أن یحصل شیئان فصاعدا حصولا لیس بینهما ما لیس منهما، ویستعار ذلك للقرب من حیث المکان، ومن حیث النسبة، ومن حیث الدین، ومن حیث الصداقة والنصرة والاعتقاد، والولایة النصرة: والولایة: تولی الأمر، وقیل: الولایة والولایة نحو: الدلالة والدلالة، وحقیقته: تولی الأمر. والولی والمولی یستعملان فی ذلك کل واحد منهما یقال فی معنی الفاعل. أی: الموالی، وفی معنی المفعول. أی: الموالی، یقال للمؤمن: هو ولی الله عز وجل ولم یرد مولاه، وقد یقال: الله تعالی ولی المؤمنین ومولاهم، فمن الأول قال الله تعالی: الله ولی الذین آمنوا: (المفردات) یعنی ولی

ولاء سے ماخوذ ہے ،الولاء والتوالی ۔کے معنی ہیں دو یا زیادہ چیزوں کا یکے بعد دیگرے اس طرح آنا کہ ان کے درمیان کوئی ایسی چیز نہ آئے جو ان میں سے نہ ہو پھر بطور استعارہ قرب کے معنی میں استعمال ہونے لگا (لہٰذا اس اعتبار سے) ولایت کا معنی قرب ہے خواہ یہ قرب جگہ کے اعتبار سے ہو یا نسبت کے اعتبار سے یا دین کے اعتبار سے یا دوستی کے اعتبار سے یا اعتقاد کے اعتبار سے یا نصرت کے اعتبار سے (اسی طرح) ولایت کا معنی کسی چیز کا انتظام کرنا بھی ہے، اور ولی بہ معنی فاعل بھی ہے یعنی منتظم اور متصرف اور مفعول کے معنی میں بھی ہے یعنی جو کسی کے زیر انتظام اور زیر تصرف ہو، مومن کے لیے کہا جاتا ہے کہ وہ اللہ کا ولی ہے (جیسا کہ اس آیت میں ہے، یعنی وہ اللہ کی ذات کی معرفت اور اسکے جمال اور جلال کے نور میں مستغرق رہنے کی وجہ سے اس کے قریب اور مقرب ہو چکے ہیں اور وہ اپنے قلب اور قالب میں اپنی خواہش سے تصرف نہیں کرتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء سے تصرف کرتے ہیں یا ان کے ہدایت پر قائم رہنے کا اللہ تعالیٰ متولی ہے اور یا وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنے کے لیے ہر وقت اپنے اعضاء میں متولی اور متصرف رہتے ہیں) اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اللہ مومنین کا ولی ہے ۔قرآن مجید میں ہے : **اللہ ولی الذین اٰمنوا**: (ترجمہ از تفسیر تبیان القرآن)

ولی کا اصطلاحی معنی: علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی قدس سرہٗ متوفی ۷۹۳ھ شرح عقائد نسفی میں لکھتے ہیں ۔

:الولی ھو العارف باللہ تعالیٰ وصفاتہ بحسب مایمکن: اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی حسب قدرت معرفت رکھنے والے کو ولی کہا جاتا ہے (شرح عقائد نسفی ،ص 134)

اور اس کی شرح مقاصد میں فرماتے ہیں ۔

:المواظب علی الطاعات ،المجتنب عن المعاصی ،المعرض عن الانہماک فی اللذات والشہوات: ولی وہ مومن کامل ہے جو عارف باللہ ہوتا ہے دائمی عبادت کرتا ہے، ہر قسم کے گناہوں سے مجتنب رہتا ہے، لذات اور شہوات میں انہماک سے گریز کرتا ہے (شرح المقاصد ج ۔05 ،ص 73)

حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں ۔

:المراد بولی اللہ العالم باللہ المواظب علی طاعتہ المخلص فی عبادتہ : ولی سے مراد وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ دائمی عبادات کرتا ہو (فتح الباری ۔11 ،ص 342)

حضرت صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

,,ولی کی اصل ولاء سے ہے جو قرب و نصرت کے معنی میں ہے، ولی اللہ وہ ہے جو فرائض سے قُرب الٰہی حاصل کرے اور اطاعت الٰہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نورِ جلال الٰہی کی معرفت میں مستغرق ہو جب دیکھے دلائل قدرت الٰہی کو دیکھے اور جب سنے اللہ کی آیتیں ہی سنے اور جب بولے تو اپنے ربّ کی ثناہی کے ساتھ بولے اور جب حرکت کرے طاعتِ الٰہی میں حرکت کرے اور جب کوشش کرے اسی امر میں کوشش کرے جو ذریعۂ قُربِ الٰہی ہو، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے اور چشم دل سے خدا کے سوا غیر کو نہ دیکھے یہ صفت اولیاء کی ہے بندہ جب اس حال پر پہنچتا ہے تو اللہ اس کا ولی و ناصر اور معین و مددگار ہوتا ہے۔

متکلمین کہتے ہیں ولی وہ ہے جو اعتقادِ صحیح مبنی بر دلیل رکھتا ہو اور اعمالِ صالحہ شریعت کے مطابق بجالاتا ہو، بعض عارفین نے فرمایا کہ ولایت نام ہے قُربِ الٰہی اور ہمیشہ اللہ کے ساتھ مشغول رہنے کا، جب بندہ اس مقام پر

پہنچتا ہے تو اس کو کسی چیز کا خوف نہیں رہتا اور نہ کسی شے کے فوت ہونے کا غم ہوتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے اللہ یاد آئے یہی طبری کی حدیث میں بھی ہے، ابن زید نے کہا کہ ولی وہی ہے جس میں وہ صفت ہو جو اس آیت میں مذکور ہے: اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ: یعنی ایمان وتقویٰ دونوں کا جامع ہو، بعض علماء نے فرمایا کہ ولی وہ ہیں جو خالص اللہ کے لئے محبت کریں، اولیاء کی یہ صفت احادیث کثیرہ میں وارِد ہوئی ہے۔ بعض اکابر نے فرمایا ولی وہ ہیں جو طاعت سے قرب الٰہی کی طلب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کرامت سے ان کی کارسازی فرماتا ہے یا وہ جن کی ہدایت کا برہان کے ساتھ اللہ کفیل ہوا اور وہ اس کا حق بندگی ادا کرنے اور اس کی خَلق پر رحم کرنے کے لئے وقف ہو گئے۔

یہ معانی اور عبارات اگرچہ جداگانہ ہیں لیکن ان میں اختلاف کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ ہر ایک عبارت میں ولی کی ایک ایک صفت بیان کر دی گئی ہے جسے قُربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے یہ تمام صفات اس میں ہوتے ہیں، ولایت کے درجے اور مراتب میں ہر ایک بقدر اپنے درجے کے فضل وشرف رکھتا ہے

(خزائن العرفان، تحت آیت: اَلَاۤ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ: الخ)

حق یہ ہے کہ ولی کی تعریف میں بزرگوں نے جو کچھ فرمایا وہ سب اس آیت کریمہ کی تفسیر وتشریح ہے۔

اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ: اس کے اولیاء صرف پرہیزگار ہی ہیں (الانفال۔34)

ولی اور ولایت کے بارے میں اسلامی عقیدہ

ولایت حق ہے، اسلامی عقائد کے مطابق ولایت ایک درجہ ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے عطا فرماتا ہے، یہ درجہ کسب وکوشش سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ یہ فضل خداوندی پر موقوف ہے جیسا کہ سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

,,ولایت کسبی نہیں محض عطائی ہے ہاں کوشش اور مجاہدہ کرنے والوں کو (اللہ) اپنی راہ دکھاتا ہے،، (فتاویٰ رضویہ، ج۔21 ص599)

حضرت صدر الشریعہ قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

,,ولایت ایک قربِ خاص ہے کہ مولیٰ عزوجل اپنے برگزیدہ بندوں کو محض اپنے فضل وکرم سے عطا فرماتا ہے۔ **مسئلہ:** ولایت وَہبی شے ہے نہ یہ کہ اَعمالِ شاقّہ سے آدمی خود حاصل کرلے البتہ غالباً اعمالِ حسنہ اِس عطیہ الٰہی کے لیے ذریعہ ہوتے ہیں اور بعضوں کو ابتداءً مل جاتی ہے۔ **مسئلہ:** ولایت بے علم کو نہیں ملتی خواہ علم بطورِ ظاہر حاصل کیا ہو، یا اس مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف کر دیے ہوں۔ **عقیدہ:** تمام اولیائے اوّلین وآخرین سے اولیائے محمدیّین یعنی اِس اُمّت کے اولیاء افضل ہیں اور تمام اولیائے محمدیّین میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی میں خلفائے اَربعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں اور اُن میں ترتیب وہی ترتیبِ افضلیت ہے، سب سے زیادہ معرفت وقرب صدیق اکبر کو ہے پھر فاروقِ اعظم پھر ذوالنورین پھر مولیٰ مرتضیٰ کو رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ہاں مرتبہ تکمیل پر حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جانبِ کمالاتِ نبوت حضراتِ شیخین کو قائم فرمایا اور جانبِ کمالاتِ ولایت حضرت مولیٰ مشکل کشا کو تو جملہ اولیائے مابعد نے مولیٰ علی ہی کے گھر سے نعمت پائی اور انھیں کے دست نگر تھے اور ہیں اور رہیں گے،، (بہار شریعت حصہ اول)

کوئی بھی ولی کسی نبی کے درجے کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کوئی ولی کسی نبی سے افضل ہوسکتا ہے بلکہ جو ایسا عقیدہ رکھے وہ کافر ومرتد ہے جیسا کہ شرح عقائد نسفی میں ہے۔

(ولا یبلغ ولیّ درجة الأنبیاء) لأنّ الأنبیاء معصومون، مأمونون عن خوف الخاتمة، مکرّمون بالوحی ومشاهدة الملك، مأمورون بتبلیغ الأحکام، وإرشاد الأنام بعد الاتّصاف

بکمالات الأولیاء فما نقل عن بعض الکرامیّة من جواز کون الولیّ أفضل من النبیّ کفر وضلال: اور کوئی بھی ولی انبیائے کرام کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا کیوں کہ انبیاءؑ علیہم السلام کمالات اولیاءؑ سے متصف ہونے کے ساتھ ساتھ خطا سے معصوم، خوف خاتمہ سے مامون، وحی الٰہی اور مشاہدۂ ملائک سے مکرم اور احکام دینیہ کی تبلیغ وخلق خدا کی رہنمائی کے لئے مامور ہوتے ہیں لہٰذا بعض کرامیہ نے جو یہ کہا کہ ولی کا نبی سے افضل ہونا جائز ہے تو کفر وگمراہی ہے (شرح عقائد نسفی)

حضرت امام طحاوی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

:ولا نفضل احدا من الاولیاء علی احد من الانبیاء ،ونقول: نبی واحد افضل من جمیع الاولیاء لان اللہ تعالیٰ اصطفیٰ الانبیاء واجتباھم وعصمھم باعلیٰ مراتب العصمۃ، وجعلھم حجۃ علیٰ خلقہ وامنئہ علی وحیہ کما قال تعالیٰ: وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ: ہم کسی ولی کو کسی نبی پر فضیلت نہیں دیتے بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک نبی جمیع اولیائے امت سے افضل ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو چن لیا ہے اور ان کو عصمت کے سب سے اعلیٰ درجے پر فائز کیا ہے اور ان کو اپنی مخلوقات پر حجت بنا کر پیش کیا ہے اور ان کی طرف وحی فرمائی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور بے شک وہ ہمارے نزدیک چنے ہوئے پسندیدہ ہیں (شرح عقیدۂ طحاویہ۔ص46)

سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فتاویٰ رضویہ شریف میں لکھتے ہیں۔

فقیر نے اپنے فتویٰ مسمّٰی بہ ردّ الرفضہ میں شفاء شریف امام قاضی عیاض وروضہ امام نووی وارشاد الساری امام قسطلانی وشرح عقائد نسفی وشرح مقاصد امام تفتازانی واعلام امام ابن حجر مکی ومنح الروض علامہ قاری وطریقہ محمدیہ

علامہ برکوی وحدیقہ ندیہ مولیٰ نابلسی وغیرہا کتب کثیرہ کے نصوص سے ثابت کیا ہے کہ باجماعِ مسلمین کوئی ولی کوئی غوث کوئی صدیق بھی کسی نبی سے افضل نہیں ہوسکتا جو ایسا کہے قطعاً اجماعاً کافر ملحد ہے۔ازاں جملہ شرح صحیح بخاری شریف میں ہے: **النبی افضل من الولی وھو امر مقطوع بہ والقائل بخلافہ کافر کانہ معلوم من الشرع بالضرورۃ**: یعنی ہر نبی ہر ولی سے افضل ہے اور یہ امر یقینی ہے اور اس کے خلاف کہنے والا کافر ہے کہ یہ ضروریاتِ دین سے ہے (فتاویٰ رضویہ۔ج15،ص584)

نوٹ: دیوبندیوں کا عقیدہ اس سے بھی خبیث ترین ہے کیوں کہ ان کے نزدیک عام امتی کا بھی نبی سے افضل ہونا جائز ہے جیسا کہ شیخ الدیابنہ مولوی قاسم نانوتوی نے لکھا ہے۔

,,انبیاء اپنی امّت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں، باقی رہا عمل، اس میں بسا اوقات بظاہر امّتی مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں،، (تحذیر الناس)

بہرحال اہل حق کے نزدیک نبی کا مقام ومرتبہ غیر نبی سے بے شمار درجہ بلند ہوتا ہے اور ہر نبی مرتبۂ نبوت کے ساتھ ساتھ مرتبۂ ولایت پر بھی فائز ہوتا ہے ہاں اس تعلق سے علماء کے مابین اختلاف ہے کہ نبی کا مرتبۂ نبوت افضل ہے یا مرتبۂ ولایت؟ چنانچہ علامہ تفتازانی لکھتے ہیں۔

:نعم قد یقع تردّد فی أنّ مرتبۃ النبوّۃ أفضل أم مرتبۃ الولایۃ بعد القطع بأنّ النبیّ متّصف بالمرتبتین, وأنہ أفضل من الولیّ الذی لیس بنبیّ: ہاں اس مسئلے میں تردد واقع ہے کہ نبی کا مرتبۂ نبوت افضل ہے یا مرتبۂ ولایت؟ اس قطعی یقین کے ساتھ کہ نبی دو مرتبے سے متصف ہوتا ہے اور وہ اس ولی سے افضل ہے جو نبی نہیں ہے (شرح عقائد)

علامہ عبدالعزیز پرہاری اس کی شرح فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

:اعلم ان بعض المشائخ الصوفية قدس سرهم بعد اتفاقهم على ان النبي افضل من الولي، واختلفوا في ان نبوة النبي افضل ام ولايته؟ فقيل الولاية افضل بوجوه: احدها انها توجه العبد الى الحق سبحانه فقط، والنبوة توسط بين الحق والعباد۔ ثنيها: ان تصرف التبليغ ينقطع بالموت وتصرف الولاية لاينقطع، فان كمالات اولياء الامة من آثار ولاية النبي بعد موته۔ ثالثها: ان الولاية كمال باطني والنبوة كمال ظاهري، والكمال الباطني اشرف: مشائخ صوفیہ قدس سرہم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ نبی اولیاء سے افضل ہوتے ہیں البتہ بعض صوفیہ کا اختلاف اس بارے میں ہے کہ نبی کی نبوت افضل ہے یا نبی کی ولایت؟ تو کہا گیا کہ ولایت بچند وجوہ افضل ہے، پہلی وجہ یہ کہ ولایت نام ہے بندکا صرف حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہنے کا جبکہ نبوت بندوں اور حق تعالیٰ کے درمیان واسطے کا نام ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تبلیغ احکام کا تصرف نبی کے وصال کے بعد منقطع ہو جاتا ہے جبکہ تصرف ولایت بعد وصال بھی منقطع نہیں ہوتا کیوں کہ اولیائے امت کے کمالات نبی کی وفات کے بعد اس کی ولایت کی نشانی اور پہچان ہوتی ہے۔ اور تیسری وجہ یہ کہ ولایت باطنی کمال کا نام ہے جبکہ نبوت ظاہری کمال کو کہتے ہیں اور باطنی کمال اشرف و اعلیٰ ہوتا ہے۔

آگے لکھتے ہیں۔

وقيل: نبوته افضل من ولايته، لانها صفة لايشاركه فيها غيره، وبها يتفضل في قرب الحق سبحانه تعالىٰ على غيره، وبهٰذا التحقيق ظهر معنى ما نقل عن بعض الصوفية: ان الولاية افضل من نبوته، واندفع عنهم تشنيع العلماء: نعم الافضل

ان لايطلق ذالك القول بل يقال ولاية النبي افضل من نبوته: اور کہا گیا ہے کہ نبی کی نبوت اس کی ولایت سے افضل ہے اس لئے کہ اس صفت میں کوئی دوسرا نبی کا شریک نہیں ہے اور اسی کی وجہ سے نبی حق سبحانہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دوسروں پر فضیلت حاصل ہے اور اس تحقیق سے ظاہر ہو گیا وہ معنی جو بعض صوفیہ نے کہا کہ ولایت نبوت سے افضل ہے اور اس سے ان پر علماء کے طعن و تشنیع کا دروازہ بند ہو جاتا ہے ہاں افضل ہے لیکن مطلقا ایسا نہ کہا جائے بلکہ (بتاویل) کہا جائے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے (النبراس۔ص710)

سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

,,نبوت مطلقاً ہر ولی غیر نبی کی ولایت سے ہزاروں درجے افضل ہے کیسے ہی اعظم مرتبہ کا ولی ہو، ہاں اس میں اختلاف ہے کہ نبی کی نبوت خود اس کی اپنی ولایت سے افضل ہے یا اس کی اپنی ولایت اس کی نبوت سے اور اس اختلاف میں خوض کی کوئی حاجت نہیں، پہلی بات ضروریات دین سے ہے اس کا اعتقاد مدارِ ایمان ہے جو کسی ولی غیر نبی حتی کہ صدیق کو کسی نبی سے افضل یا ہمسر کہے کافر ہے،، (فتاویٰ رضویہ۔ج29،ص233)

لیکن الملفوظ میں سرکار اعلیٰ حضرت کے درج ذیل ارشاد سے اس جانب اشارہ ملتا ہے کہ نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

عرض: حضور! یہ مشہور ہے: **الولاية افضل من النبوة:** (ولایت نبوت سے افضل ہے)

ارشاد: یوں نہیں بلکہ یوں ہے: **ولاية النبي افضل من نبوته:** نبی کی ولایت اس کی نبوت سے افضل ہے۔

عرض: حضور! ولی کی ولایت بھی متوجہ الی اللہ ہوتی ہے۔ **ارشاد:** ہاں مگر

اس کی توجہ الی اللہ نبی کی توجہ الی الخلق کی کے کروڑ ویں حصہ کو نہیں پہنچتی (ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ ج3، ص383)

یہاں سید الطایفہ سیدنا بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ مبارک ارشاد پیش کرنا از دیاد بصیرت کا باعث ہوگا جس کا ذکر حضرت خواجہ صالح بن مبارک بخاری شاگرد وخلیفہ حضرت سیدنا خواجہ بہاء الدین نقشبندی قدس سرہ نے اپنے ملفوظات میں اس طرح کیا ہے۔

:اجماع اہل تصوف است کہ صدیقیت نزدیک ترین مقامے ومرتبہ ایست بہ نبوت وسخن سلطان العارفین ابو یزید بسطامی قدس سرہ العزیز است کہ آخر نہایت صدیقاں اول احوال انبیاء علیہم السلام است واز کلمات قدسیہ ایشاں است کہ نہایت مقام عام مؤمناں بدایت مقام اولیاء است ونہایت مقام اولیاء بدایت مقام شہیداں است ونہایت مقام شہیداں بدایت مقام صدیقاں است ونہایت مقام صدیقاں بدایت مقام انبیاء است ونہایت مقام انبیاء علیہم السلام بدایت مقام رسل کرام است ونہایت مقام رسل بدایت مقام اولو العزم است ونہایت اولو العزم بدایت مقام مصطفیٰ ﷺ است ومقام مصطفیٰ ﷺ را نہایت پیدا نیست جز حق جل وعلا کسے نہایت مقام وے ﷺ را داند۔

یعنی اہل تصوف کا اس بات پر اجماع ہے کہ صدیقیت نبوت کا سب سے قریب ترین مقام ہے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت ابو یزید بسطامی قدس سرہٗ کا ارشاد ہے کہ صدیقوں کے مرتبے کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ عام مومنوں کے مقام کی انتہا ولیوں کے مقام کی ابتدا ہے اور ولیوں کے مقام کی انتہا شہیدوں کے مقام کی ابتدا ہے اور شہیدوں کے مقام کی انتہا صدیقوں کے مقام کی ابتدا ہے اور صدیقوں کے مقام کی انتہا نبیوں کے مقام کی ابتدا ہے اور نبیوں کے مقام کی انتہا رسولوں کے مقام کی ابتدا ہے اور رسولوں کے مقام کی انتہا اولو العزم رسولوں کے مقام کی ابتدا

ہے اور اولو العزم رسولوں کے مقام کی انتہا مقام مصطفیٰ ﷺ کی ابتدا ہے اور مقام مصطفیٰ ﷺ کسی کے سامنے ظاہر نہیں ہے سوائے رب تعالیٰ کے مقام مصطفیٰ ﷺ کی انتہا کو کوئی نہیں جانتا (انیس الطالبین ۔ص09)

یہ بھی واضح رہے کہ اولیائے غیر صحابہ سے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بہت ہی افضل واعلیٰ ہیں لہذا کسی بھی صحابی پر کسی غیر صحابی کو فضیلت دینا جائز نہیں خواہ وہ کتنا ہی عظیم المرتبت ولی کیوں نہ ہو چنانچہ سرکار غوث الاعظم قدس اللہ سرہ کی شان وعظمت اگر چہ بہت بلند وبالا ہے لیکن پھر بھی آپ کا مرتبہ کسی صحابی کے برابر نہیں ہے۔

ولی کی پہچان

آج کل بعض ضعیف الاعتقاد لوگوں نے طرح طرح کی ایسی مضحکہ خیز باتوں کو ولی کی علامت قرار دے رکھی ہیں جن کا شرع مطہرہ سے دور دور تک کوئی لینا دینا نہیں ہے، ستم یہ ہے کہ گانجہ، چرس وبھنگ کے عادی نشیڑیوں کو جو سڑکوں، پارکوں، گندے نالیوں کے کنارے غلاظت کی ڈھیروں کے پاس پڑے رہتے ہیں، لمبے لمبے بال رکھ کر عجیب وغریب حرکتیں کرتے ہیں، دونوں ہاتھوں میں دس دس انگوٹھیاں اور لال پیلا کپڑا پہنے چھڑی ہاتھ میں لے کر در در بھیک مانگتے پھرتے ہیں سر پر چوٹی اور چہرے پر داڑھی مونچھیں بڑھا کر کالا لباس میں ملبوس ہو کر طرح طرح کے کرتب وشعبدے دیکھاتے ہیں، بسا اوقات گالی گلوچ اور خلاف اخلاق وشرع حرکتیں کر کے خود کو مستان وقلندر ظاہر کرتے ہیں اور لوگوں کو آنے والے حادثات کی خبر دینے کا دعویٰ کرتے ہیں ایسے جاہل وبے پرواہ افراد کو آج خدا رسیدہ بزرگ اور عامل کامل سمجھا جانے لگا ہے۔ حالانکہ یہ لوگ شرعی طہارت وپاکیزگی سے نابلد، حقوق اللہ وحقوق العباد سے بالکل بے خبر، حلال وحرام کی تمیز سے ناواقف، طریق مصطفوی ﷺ پر عمل سے کوسوں دور، علم وعمل کے جذبے سے خالی، خوف وخشیت الٰہی کی دولت سے بے گانہ اور تقویٰ وپرہیز گاری کے زیور سے کلیۃ عاری ہوتے ہیں جن کی شکل وصورت سے بھی سلیم الطبع لوگوں کو وحشت ہوتی ہے، مگر صد حیف کہ ایسے شعبدہ بازوں کی طرف جہلائے زمانہ نے ایسی ایسی بے سروپا کی باتیں بطور

کرامت منسوب کر رکھی ہیں کہ سن کر شیطان بھی قہقہہ لگانے پر مجبور ہو جائے مثلاً فلاں فقیر کو آج تک کسی نے کھاتے پیتے نہیں دیکھا، فلاں مستان کو کسی نے نہاتے دھوتے نہیں دیکھا، فلاں درویش کو کسی نے اپنی جگہ سے ہٹتے ہوئے نہیں دیکھا اور فلاں قلندر کو کسی نے پیشاب پاخانہ کے لئے جاتے ہوئے نہیں دیکھا وغیرہ وغیرہ۔

پھر ان کے پاس جا کر لوگ اپنی مرادوں کی برآری کے لئے بھیڑ لگاتے ہیں، ان کے ہاتھ پاؤں چومتے ہیں، ان کو نذر و نیاز پیش کرتے ہیں اور جب یہ مر جاتے ہیں تو ان کی قبروں کو مزار بنا ڈالتے ہیں جہاں آگے چل کر عرس میلا، قوالی، چادر پوشی، نذر و نیاز، فاتحہ وغیرہ کا معاملہ شروع ہو جاتا ہے جس میں مرد و عورت کا اختلاط اور بے شمار حیا سوز و خلاف شرع امور ہونے لگتے ہیں جن سے دین و سنیت کا وقار مجروح ہوتا ہے، فسق و فجور کا ماحول بنتا ہے اور شیاطین خوش ہوتے ہیں العیاذ باللہ تعالیٰ۔ یعنی جہلا جس کسی کے اندر کوئی تعجب خیز بات دیکھ لیتے ہیں اپنے تئیں اسے ولی مان لیتے ہیں جبکہ صوفیہ نے خوارق عادات امور کو بھی ولایت کی ضرورت و علامت سے خارج قرار دیا ہے چنانچہ بیہقی وقت **حضرت قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی** علیہ الرحمہ لکھتے ہیں

:ولیست علامة الاولیاء ما زعمت العوام من خرق العادات ولا العلم بالمغیبات ،فانها لا توجد فی کثیر من اولیاء الله وقد یوجد فی غیرهم علی سبیل الاستدراج و کونه فی بعضهم نادر الایستلزم کون ذالک علامة للولایة: خلاف عادت امور یا کسی غیبی بات کو جان لینا ولایت کی نشانی نہیں ہے جیسا کہ عام لوگوں کا گمان ہے اس لئے کہ یہ باتیں تو کبھی کبھی غیر اولیاء میں بھی بطور استدراج پائی جاتی ہیں لہٰذا اس طرح کی کوئی چیز اگر کبھی کسی فرد میں پائی جائے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ولی بھی ہو (تفسیر مظہری۔ 04)

لیکن جاہل اور حقائق سے بے خبر لوگ بعض مشرکوں و بے دینوں کی طرح جہاں کہیں بھی اپنے اعتبار سے کوئی خلاف عقل یا تعجب خیز معاملہ دیکھ لیتے ہیں اس کے آگے جبین اعتقاد خم

کر دیتے ہیں: **ولا حول ولا قوة الا بالله العظیم:**

الغرض ولایت و کرامت چیزے دیگر است جس کا تعلق صرف تقویٰ و پرہیز گاری سے ہے، رب العالمین کا ارشاد پاک ہے۔

:اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیز گار ہے (الحجرات۔ 13)

نیز تقویٰ و پرہیز گاری کی طرف جو لوگ سبقت کرتے ہیں اللہ تعالیٰ انھیں اپنی طرف راہ دیتا ہے جیسا کہ فرمایا۔

:وَ الَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے (العنکبوت۔ 69)

پھر اللہ عزوجل اپنے فضل و کرم سے ان کو چن لیتا ہے اور اپنے سوا سب سے انھیں بے نیاز کر دیتا ہے اسی بات کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے۔

:اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ، اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ کَانُوْا یَتَّقُوْنَ: سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم، وہ جو ایمان لائے اور پرہیز گاری کرتے ہیں (یونس۔ 62)

اور دوسرے مقام پر ارشاد ہوا۔

:اِنْ اَوْلِیَآؤُهٗۤ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ: اس کے اولیاء تو پرہیز گار ہی ہیں مگر ان میں اکثر کو علم نہیں (الانفال۔ 34)

ان آیات مقدسہ سے قطعی طور پر یہ ثابت ہے کہ اللہ کی بارگاہ میں ولی کی پہچان تقویٰ و پرہیز گاری ہے اس کے علاوہ کسی چیز کا اس سے کوئی تعلق نہیں، یاد رہے کہ تقویٰ حضور سید المرسلین ﷺ کی کامل اتباع کا نام ہے جس کا مفہوم و دائرہ بہت ہی وسیع اور جو عقائد و علوم سے

لیکر اعمال و اخلاق تک تمام ضروریات کو جامع ہے لہٰذا تقویٰ کے خلاف جا کر کوئی کتنا ہی کچھ کرشمہ دیکھائے اس کو ولی ماننا جائز نہیں بلکہ قرآن کریم نے بالکل واضح کر دیا کہ

:إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقٰكُمْ: بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے (حجرات۔13)

حضرت شیخ سعدی قدس سرہٗ کہتے ہیں۔

خلاف پیمبر کسے راہ گزید
ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اسی طرح حدیث پاک میں ولی کی جو پہچان بتائی گئی ہے وہ بھی مفہوم تقویٰ کے عین مطابق ہے جو حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی اس روایت سے عیاں ہے۔

:أنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم سُئل: من أولياء الله؟ فقال: هم الذين يذكر الله برؤيتهم: رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہ! ﷺ ولی کی پہچان کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ولی وہ ہوتا ہے جسے دیکھو تو خدا یاد آجائے (تفسیر کشاف)

علامہ بغوی نقل فرماتے ہیں۔

:عن أبي مالك الأشعري عن النبي صلى الله عليه وسلم سئل: مَنْ أولياءُ الله؟ قال: الذين إذا رُؤوا ذُكِرَ الله. ويُروَى عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال الله تعالى: إن أولیائی من عبادی الذین یُذْکَرُون بذکری وأُذْکَرُ بذکرِهم: یعنی حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اولیاء کون لوگ ہوتے ہیں؟ حضور پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انھیں دیکھو تو اللہ کی یاد آجائے اور حدیث قدسی ہے کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے! اولیاء میرے وہ بندے ہیں کہ میرا ذکر ان کے ساتھ ہوتا ہے اور ان کا ذکر

میرے ذکر کے ساتھ ہوتا ہے (تفسیر بغوی)

حاصل کلام یہ ہے کہ ولایت ایک ایسا مرتبہ و کمال ہے جو صرف اور صرف فضل ربانی سے میسر آتا ہے اور اس کی راہ اتباع نبوی ﷺ ہی سے بندے پر کشادہ ہوتی ہے بلفظ دیگر ولی وہ ہوتا ہے جسے خدا اپنا محبوب بنالیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا محبوب اسے بناتا ہے جو حضور نبی اکرم ﷺ کی کامل پیروی کرتا ہے تو یقینی طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ اتباع رسول ﷺ ہی ولایت کی اصلی پہچان ہے لہٰذا جس کے اندر اتباع رسول کا جوہر نہیں ہوگا وہ خواہ کیسا ہی لباس اور شکل وصورت اختیار کیوں نہ کرلے ولی نہیں کہلائے گا۔ اسی حقیقت کی طرف یہ ارشاد پاک اشارہ کرتا ہے۔

: قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرماں بردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (آل عمران۔31)

اور فرمایا۔

:مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا اور جس نے منہ پھیرا تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا (النساء۔80)

فضائل اولیائے کرام آیات قرآنیہ کی روشنی میں

قرآن مجید کے اندر اولیاء اللہ کے فضائل میں بکثرت آیات موجود ہیں جن میں اولیائے کرام کی صفات حمیدہ اور امتیازی شان کا ذکر ہے جیسا کہ ماقبل میں چند آیات قرآنیہ کا حوالہ گزرا مزید چند آیتیں ملاحظہ ہو، اللہ تعالیٰ اولیائے کرام کے حق میں دنیا و آخرت میں مبشّر ہونے کا ذکر اس طرح فرمایا ہے۔

:لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللهِ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ: انہیں خوشخبری ہے دنیا کی زندگی میں اور

آخرت میں اللہ کی باتیں بدل نہیں سکتیں یہی بڑی کامیابی ہے (یونس۔64)
اوران کی شان عبادت وریاضت کا ذکر اس طرح کیا ہے۔

:تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ: اُن کی کروٹیں جدا ہوتی ہیں خواب گاہوں سے اور اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور اُمید کرتے اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات کرتے ہیں (السجدہ۔16)

اور دین پر اولیاء اللہ کی استقامت اور جزا میں انھیں معبود برحق کی جانب سے جو بشارت سنائی جاتی ہے اس کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

:اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ، نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ، نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اُترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا، ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے اس میں جو مانگو، مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے (حم السجدہ۔30 تا32)

فضائل اولیائے کرام احادیث مبارکہ کی روشنی میں

ولی سے کشف وکرامت کا صدور برحق ہے اور ان سے یہ ممکن ہے کہ آن واحد میں جہاں چاہیں چلے جائیں اور واپس آجائیں، جہاں سے وہ ارادہ کریں سن لیں، جدھر نگاہ اٹھائیں حجابات ان کے دیکھنے سے مانع نہ ہوں اسی طرح اپنے ماننے والوں کی جس جگہ سے چاہیں دستگیری کریں

کیوں کہ وہ قرب الٰہی کی اس منزل پر فائز ہوتے ہیں جہاں ان کی اپنی مرضی فنا ہوجاتی ہے اور وہ ارادۂ الٰہی کے مظہر بن جاتے ہیں پھر ان کا وجود مسعود قوت الٰہی سے منور ہوجاتا ہے لہٰذا اب ان کا دیکھنا، سننا، چلنا، تصرف کرنا در حقیقت قوت پروردگار کا فیضان ہوتا ہے چنانچہ حدیث قدسی ہے۔

:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحْبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِي لَأُعِيذَنَّهُ، وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ أَنَا فَاعِلُهُ تَرَدُّدِي عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ، وَأَنَا أَكْرَهُ مَسَاءَتَهُ: حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دوعالم، شہنشاہ بنی آدم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ میرے فرائض کی ادائیگی سے بڑھ کر کسی اور چیز سے میرا تقرب حاصل نہیں کرسکتا (فرائض کے بعد پھر وہ) نوافل سے مزید میرا قرب حاصل کرتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اسے محبوب بنالیتا ہوں اور میں اس کا کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں ہوجاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اس کو ضرور دوں گا اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے ضرور پناہ دوں گا اور میں کسی کام میں جس کا میں کرنے والا ہوتا ہوں ایسا تردد نہیں کرتا جیسا تردد مومن کی روح قبض کرنے میں کرتا ہوں وہ موت کو ناپسند کرتا ہے اور میں اسے رنجیدہ کرنا ناپسند کرتا ہوں (بخاری کتاب الرقاق)

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ اللہ رب العالمین اپنے ولیوں سے عداوت رکھنے والوں پر اس قدر غضب فرماتا ہے کہ ان کو جنگ کا چیلنج دے رکھا ہے جس سے اولیائے کرام کی شان خوب سمجھ میں آجاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں اتنی بھی زحمت دینا پسند نہیں فرماتا جو اپنے دشمنوں کو جواب دینے میں درپیش ہو۔

اولیاء اللہ کی ایک شان یہ بھی ہے کہ بعد از وصال بھی ان کے چرچے اور شہرت ومحبت میں کوئی فرق نہیں آتا بلکہ اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے اور خود خلاق کائنات ان نفوس قدسیہ کی شہرت اور نیک نامی کو عام کر دیتا ہے کیوں وہ درجۂ محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں اور جو رب کا محبوب ہوتا ہے وہ سب کا محبوب ہوتا ہے اس کو آسمان کے فرشتے اور زمین کے ساکنین بھی چاہنے لگتے ہیں بلکہ یہ رب تعالیٰ کا حکم ہے کہ ان کے محبوبوں سے محبت کرو جیسا کہ حدیث پاک ہے۔

:عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: إِذَا أَحَبَّ اللَّهُ الْعَبْدَ نَادَى جِبْرِيلَ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحْبِبْهُ فَيُحِبُّهُ جِبْرِيلُ، فَيُنَادِي جِبْرِيلُ فِي أَهْلِ السَّمَاءِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ فُلَانًا فَأَحِبُّوهُ فَيُحِبُّهُ أَهْلُ السَّمَاءِ، ثُمَّ يُوضَعُ لَهُ الْقَبُولُ فِي الْأَرْضِ: یعنی ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل علیہ السلام سے فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت کرتا ہے تم بھی اس سے محبت کرو، چنانچہ جبرائیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں پھر جبرائیل علیہ السلام تمام اہل آسمان کو پکار کر کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں شخص سے محبت رکھتا ہے اس لیے تم سب بھی اس سے محبت رکھو پھر تمام آسمان والے اس سے محبت کرنے لگتے ہیں اس کے بعد روئے زمین پر اس بندے کی محبت عام کر دی جاتی ہے (بخاری کتاب بدء الخلق)

اسی طرح میدان محشر میں ہمہ شما سب نفسی نفسی کے عالم میں ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ وہاں بھی

اپنے ان محبوب بندوں کی ایسی پزیرائی وعزت افزائی فرمائے گا کہ اہل محشر دنگ رہ جائیں گے اور انبیائے کرام علیہم السلام بھی رشک فرمائیں گے چنانچہ حدیث پاک ہے

:أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مِنْ عِبَادِ اللَّهِ لَأُنَاسًا مَا هُمْ بِأَنْبِيَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ، يَغْبِطُهُمُ الْأَنْبِيَاءُ وَالشُّهَدَاءُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِمَكَانِهِمْ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى! قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، تُخْبِرُنَا مَنْ هُمْ؟ قَالَ: هُمْ قَوْمٌ تَحَابُّوا بِرُوحِ اللَّهِ عَلَى غَيْرِ أَرْحَامٍ بَيْنَهُمْ، وَلَا أَمْوَالٍ يَتَعَاطَوْنَهَا، فَوَاللَّهِ إِنَّ وُجُوهَهُمْ لَنُورٌ، وَإِنَّهُمْ عَلَى نُورٍ، لَا يَخَافُونَ إِذَا خَافَ النَّاسُ، وَلَا يَحْزَنُونَ إِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ: أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ: یعنی حضرت عمر بن خطاب رضیَ اللہُ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، تاجدار رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو نہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ہیں اور نہ شہداء لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا ایسا مرتبہ ہوگا کہ قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہدائے عظام اُن پر رشک کریں گے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! ﷺ ارشاد فرمائیے یہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو محض رحمتِ الٰہی کی وجہ سے آپس میں محبت رکھتے ہیں، نہ ان کا آپس میں رشتہ ہے، نہ مال کا لینا دینا ہے۔ خدا کی قسم! ان کے چہرے نور ہیں اور وہ خود بھی نور پر ہیں۔ جب لوگ خوف میں ہوں گے اس وقت اِنہیں خوف نہیں ہوگا اور جب دوسرے غم میں ہوں گے تو یہ غمگین نہ ہوں گے اور حضور پُر نور ﷺ نے یہ آیت پڑھی: اَلَا اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْہِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْن: (ابوداؤد کتاب الاجارہ)

اولیائے کرام کے طبقات

اولیائے کرام میں بھی درجات وطبقات ہوتے ہیں جن میں کوئی طبقہ افضل ہوتا ہے اور کوئی مفضول۔ بزرگان دین نے اپنی کتابوں میں اولیائے عظام کے ان مختلف طبقات کا ذکر فرمایا ہے جو کچھ اس طرح ہے (۱) قطب الکبریٰ یعنی غوث اعظم (۲) اقطاب یا اغواث (۳) امامان (۴) اوتاد (۵) ابدال (۶) اخیار (۷) ابرار (۸) نقباء (۹) نجباء (۱۰) عمد (۱۱) مکتومان (۱۲) مفردان وغیرہ، اور اس بات پر صوفیائے کرام کا اتفاق ہے کہ طبقات اولیاء میں اقطاب کا مرتبہ سب سے بلند ہوتا ہے اور قطب کبریٰ یعنی غوث اعظم کا مقام ان سے بھی بلند تر ہوتا ہے کیونکہ غوث اپنے وقت میں جمیع طبقات اولیاء کا سردار وآقا ہوتا ہے۔

غوث وقطب کا تعارف

کتب لغات میں غوث کا معنی مددگار یا برسنے والے بادل کے ہیں جیسا کہ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

الغَوْثُ يقال فى النّصرة، والغَيْثُ فى المطر واسْتَغَثْتُهُ: طلبت الغوث أو الغيث، فَأَغَاثَنِي من الغوث، وغَاثَنِي من الغيث، وغَوَّثت من الغوث: یعنی غوث کا معنی ہے مدد اور غیث کا معنی ہے بارش اور استغاثہ کا مطلب ہے کسی سے مدد مانگنا یا بارش طلب کرنا اور استغاثہ کا صیغہ قرآن میں استعمال ہوا ہے: قال تعالیٰ: **إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ**: (المفردات)

اور اصطلاح صوفیہ میں غوث فریادرس ومددگار کو کہتے ہیں اور اسے ہی قطب کہا جاتا ہے جیسا کہ اس کا اصطلاحی معنی بتاتے ہوئے حضرت میر سید شریف جرجانی قدس سرہٗ النورانی فرماتے ہیں۔

الغوث هو القطب حين مايلتجأ اليه ولايسمى فى غير ذٰلك الوقت غوثا: غوث قطب ہی کو کہا جاتا ہے جس وقت اس کی طرف پناہ لی جاتی ہے اس کے علاوہ وقت میں اسے غوث نہیں کہا جاتا (معجم التعریفات۔ص 137)

القطب: وقد يسمى غوثا باعتبار الالتجاء الملهوف اليه: یعنی قطب کو ہی اس اعتبار سے غوث کہا جاتا ہے کہ پریشان حال پناہ ڈھونڈتے ہوئے اس سے فریاد کرتا ہے (ایضاً۔ص 149)

اس طرح قطب کی اصطلاحی تعریف کرتے ہوئے علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہٗ لکھتے ہیں

فالاقطاب: جمع قطب وزان قفل وهو فى اصطلاحهم الخليفة الباطن وهو سيد اهل زمانه سمى قطبا لجمعه لجميع المقامات والاحوال ودورانها عليه، مأخوذ من قطب الرحى الحديدة التى تدور عليها: یعنی اقطاب جو قطب بروزن قفل کی جمع ہے اصطلاح میں خلیفۂ باطن کو کہتے ہیں جو اہل زمانہ کا سردار ہوتا ہے اور اس کو قطب اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ وہ ان تمام مقامات اور احوال کا جامع ہوتا ہے جو اس پر دائر ہوتے ہیں اور لفظ قطب اصل میں قطب الرحی سے ماخوذ ہے جو چکی کی اس کیل کو کہتے ہیں جس پر وہ گردش کرتی ہے (رسائل ابن عابدین۔ج 02،ص 264)

حضرت جرجانی کی تصریح سے معلوم ہوا کہ غوث اور قطب ایک ہی ہوتا ہے، سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ بھی یہی فرماتے۔

قطب اور غوث شئے واحد ہے (فتاویٰ رضویہ۔ج 30،ص 87)

یہی بات حضرت شاہ عبد الصمد چشتی فریدی رحمۃ اللہ علیہ بھی لکھتے ہیں۔

قطب الاقطاب بھی غوث ہی کو کہتے ہیں۔ قطب وغوث ایک ہی شئے ہے باعتبار حاجت روائی خلق کے غوث نام ہے اور باعتبار قرب ذات حق کے قطب نام ہے (اصطلاحات صوفیہ۔ص 104)

اور آگے رقمطراز ہیں۔

قطب غوث ہی کا نام ہے، قطبیت کبریٰ اور مرتبۂ غوثیت ایک ہی شئے ہے (ایضاً۔ص 114)

لیکن علامہ شامی نے قطب اور غوث کے ہم معنی ہونے پر ایک اعتراض نقل فرمایا اور اس کا جواب بھی لکھا چنانچہ لکھتے ہیں۔

:وقال شیخه الحافظ ابن حجر فی فتویه، الابدال وردت فی عدة اخبار منها مایصح ومالایصح، واما القطب وردفی بعض الآثار، واما الغوث بالوصف المشتهر بین الصوفیة فلم یثبت: یعنی محدث ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ وجود ابدال کے متعلق بہت سی حدیثیں وارد ہیں جن میں سے کچھ صحیح الاسناد اور کچھ غیر صحیح الاسناد ہیں اور قطب کے بارے میں بعض آثار واحادیث وارد ہیں لیکن غوث جس وصف کے ساتھ صوفیہ کے درمیان مشہور ہے وہ ثابت نہیں ہے (رسائل ابن عابدین۔ج02،ص272)

علامہ شامی اس کے جواب میں فرماتے ہیں۔

:لکن قد تقدم وسیأتی ایضا فی کلام سیدنا الامام الشافعی تفسیر القطب بالغوث فدل علی ثبوته وعلی انهما شئ واحد فاعلم ذلک وکان مراد الحافظ ابن حجر بعدم ثبوته عدم وروده فی الاحادیث النبویة الصحیحة ویکفی فی ثبوته شهرته واستفاضة اخباره وذکر بین اهل هذا الطریق الطاهر والله تعالیٰ اعلم: یعنی ازیں قبل رسالۂ ہذا میں اس کا ذکر گزر چکا ہے نیز سیدنا امام شافعی کے کلام میں قطب کی تفسیر غوث سے کی گئی ہے جو اس کے ثبوت پر دال ہے اور اس بات پر بھی دال ہے کہ غوث اور قطب شئے واحد ہے۔ ہاں محدث ابن حجر کی مراد عدم ثبوت سے یہ ہوسکتی ہے کہ احادیث صحیحہ میں غوث کا ذکر اس معنی میں وارد نہیں ہے لیکن پاکیزہ طریق والوں کے درمیان اس کی شہرت اور خبر متواتر کے ساتھ غوث کا تذکرہ ہونا ہی اس کے ثبوت کے لئے کافی ہے واللہ تعالیٰ اعلم (ایضاً ص272)

مقام غوثیت

طبقات اولیاء میں غوث کا مقام سب سے اونچا ہوتا ہے اور اس کی شان نہایت ہی ارفع واعلیٰ ہوتی ہے۔ وہ ہر گھڑی و ہر آن اللہ جل مجدہٗ کی توجہ خاص کا مرکز اور اس کے انوار وتجلیات کا مظہر ہوتا ہے حتی کہ تمام اولیائے وقت و دیگر مخلوقات اسی غوث وقت سے فیض کشید کرتے ہیں یعنی غوث خالق ومخلوق کے درمیان ایک ایسا واسطہ ہوتا ہے کہ مخلوق اسی کے ذریعہ باطنی فیوض وبرکات حاصل کرتی ہے جیسا کہ حضرت شیخ ملا علی القاری بعض اکابر اولیاء اللہ تعالیٰ کے حوالے سے فرماتے ہیں۔

:القطب یقال له الغوث هو الواحد الذی هو محل نظر الله تعالیٰ من العالم فی کل زمان، أی نظر خاصا یترتب علیه افاضة الفیض واستفاضته فهو الواسطة فی ذالک بین الله تعالیٰ وبین عباده فیقسم الفیض المعنوی علی اهل بلاده بحسب تقدیره ومراده: یعنی قطب ہی کو غوث کہا جاتا ہے اور وہ اپنے وقت میں ایسا فرد واحد ہوتا ہے جو ہر آن وزمان میں اللہ عزوجل کی توجہ خاص کا مرکز ہوتا ہے اور اس پر رب تعالیٰ کے خصوصی فضل وفیضان کا ترتب ہوتا ہے یعنی وہ رب تعالیٰ سے فیض کا استفادہ کرتا ہے اور مخلوقات کو اس کا افادہ کرتا ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان واسطہ اور ذریعہ ہوتا ہے جو اس کے معنوی فیض کو اہل جہاں پر حسب حصہ ومراد تقسیم کرتا ہے (مرقاۃ المفاتیح۔ج10،ص95)

علامہ عبدالرزاق کاشانی (متوفی ۷۳۰ھ) لکھتے ہیں۔

:القطب هو الواحد الذی هو موضع نظر الله تعالیٰ من العالم فی کل زمان وهو علی قلب اسرافیل علیه السلام: یعنی قطب وہ فرد واحد ہوتا ہے جو پورے عالم میں ہر وقت توجہ الٰہی کا مرکز ہوتا ہے اور

وہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے قلب پر ہوتا ہے (معجم اصطلاحات الصوفیہ۔ ص162)

سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ حضرت قاضی ثناء اللہ نقشبندی پانی پتی علیہ الرحمہ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

فیوض و برکات کارخانہ ولایت کہ از جناب الٰہی بر اولیاء اللہ نازل مے شود اول بر یک شخص نازل مے شود و از اں شخص قسمت شدہ بہر یک از اولیائے عصر موافق مرتبہ و بحسب استعداد می رسد و بہیچ کس از اولیاء اللہ بے توسط او فیضی نمی رسد و کسے از مردانِ خدا بے وسیلہ او درجہ ولایت نمی یابد اقطاب جزئی و اوتاد و ابدال و نجباء و نقباء و جمیع اقسام از اولیائے خدا بوے محتاج می باشد صاحب این منصب عالی را امام و قطب الارشاد بالاصالۃ نیز خوانند: یعنی کارخانہ ولایت کے فیوض و برکات جو خدا کی بارگاہ سے اولیاء اللہ پر نازل ہوتے ہیں پہلے ایک شخص پر اترتے ہیں اور اس شخص سے تقسیم ہو کر اولیائے وقت میں سے ہر ایک کو اس کے مرتبہ و استعداد کے مطابق پہنچتے ہیں اور کسی ولی کو بھی اس کی وساطت کے بغیر کوئی فیض نہیں پہنچتا اور اہل اللہ میں سے کوئی بھی اس کے وسیلہ کے بغیر درجہ ولایت نہیں پاتا۔ جزئی اقطاب اوتاد ابدال، نجبا، نقبا اور تمام اقسام کے اولیاء اللہ اس کے محتاج ہوتے ہیں، اس منصب بلند والے کو امام اور قطب الارشاد بالاصالۃ بھی کہتے ہیں (فتاویٰ رضویہ۔ ج09، ص810)

ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔

,,غوث اپنے دور میں تمام اولیائے عالم کا سردار ہوتا ہے،، (فتاویٰ رضویہ۔ ج26، ص558)

حضرت شاہ عبدالصمد چشتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

غوث اپنے زمانہ میں ساری دنیا میں ایک ہوتا ہے اور اپنے وقت کے

جملہ اولیاء اللہ پر حاکم اور سب سے اعلیٰ و افضل ہوتا ہے۔ سارا نظام عالم ظاہر و باطن اس کے تصرف میں ہوتا ہے۔ ہمیشہ دہ ہزار (اٹھارہ ہزار) عالم پر اس کی حکومت ہوتی ہے غوث ظاہر و باطن میں قدم بقدم حضور خاتم الانبیاء علیہ السلام کے ہوتا ہے (اصطلاحات صوفیہ۔ ص104)

صوفیائے کرام کے مطابق ہر زمانے میں ایک غوث ہوتا ہے جو باذن اللہ تمام کائنات میں تصرف کرتا ہے اور اس کے بغیر نظائم کائنات قائم نہیں رہ سکتا کیوں کہ قانون الٰہی اسی پر جاری ہے چنانچہ ملفوظات اعلیٰ حضرت میں ہے۔

عرض: غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے؟ ارشاد: بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے (ملفوظات اعلیٰ حضرت، حصہ اول، ص178)

مرتبۂ غوثیت ایک عظیم الشان مقام ولایت ہے اور غوث ہر زمانے میں ہوتا ہے کما مر۔ اس کی مزید تفصیل یہ ہے کہ غوث وقت کے دائیں بائیں دو وزیر بھی ہوتے ہیں اسی طرح ان کے ماتحت میں اور بھی صاحب کمال افراد ہوتے ہیں جن کے اسمائے گرامی حسب مراتب الگ الگ ہوتے ہیں جیسا کہ امام اہلسنت اپنے ملفوظات میں صراحت فرماتے ہیں۔

ہر غوث کے دو وزیر ہوتے ہیں۔ غوث کا لقب ,,عبداللہ،، ہوتا ہے اور وزیر دست راست (یعنی دائیں طرف کا وزیر) ,,عبدالرب،، اور وزیر دست چپ (یعنی بائیں طرف کا وزیر) ,,عبدالملک،، اس سلطنت میں وزیر دست چپ وزیر راست سے اعلیٰ ہوتا ہے بخلاف سلطنت دنیا، اس لئے کہ یہ سلطنت قلب ہے اور دل جانب چپ (ملفوظات۔ حصہ اول، ص178)

فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

غوث کا نام عبداللہ و عبدالجامع اور اس کے دونوں ویزر دست چپ و راست کا نام عبدالملک و عبدالرب جن کو امامین کہتے ہیں اور اوتاد اربعہ کا نام عبدالرحیم و عبدالکریم و عبدالرشید و عبدالجلیل (فتاویٰ رضویہ۔ ج30، ص86)

اور جب غوث کا انتقال ہو جاتا ہے تو اس کے وزیر دست چپ کو منصب غوثیت پر فائز کیا جاتا ہے پھر اس کی جگہ کو اس کے بعد والے سے پھر بلحاظ ترتیب اور کبھی بلالحاظ ترتیب اوپر کی خالی جگہ کو بعد والے سے پر کیا جاتا ہے، الملفوظ میں ہے۔

عرض: غوث کے انتقال کے بعد درجۂ غوثیت پر کون فائز ہوتا ہے؟

ارشاد: غوث کی جگہ امامین سے غوث کر دیا جاتا ہے اور امامین کی جگہ اوتاد اربعہ سے اور اوتاد کی جگہ بُدَلا سے، بدلا کی جگہ پر ابدال سبعین سے اور ان کی جگہ تین سو نقبا سے پھر اولیاء سے اور اولیاء کی جگہ عامۂ مؤمنین سے کر دیا جاتا ہے۔ کبھی بلالحاظ ترتیب کافر کو مسلمان کر کے بدل کر دیتے ہیں، ان کا مرتبہ ابدال سے زیادہ ہے (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول۔ص 180)

ارشادات عارفین سے عیاں ہے کہ اولیائے امت میں سب سے اونچا مقام غوث الاغواث یعنی قطب الکبریٰ کا ہوتا ہے اور اس سے نیچے اس غوث کا مقام ہے جو ہر زمانے میں ہوتا ہے جس کے وصال کے بعد پھر دوسرے کو اس مقام رفیع پر فائز کیا جاتا ہے فتاویٰ رضویہ میں ہے۔

:قطب الشیخ خلیل الصرصری رحمہ اللہ تعالیٰ قبل موتہ بسبعۃ ایام: حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے قطب کئے گئے، یہ قطبیت بمعنی غوثیت ہے اور اقطاب اصحاب خدمت کو بھی کہتے ہیں جو ہر شہر و ہر لشکر میں ہیں شک نہیں کہ ہر غوث اپنے دورہ میں ان سب اقطاب کا افسر و سرور ہے کہ وہ تمام اولیائے دورہ کا سردار ہوتا ہے تو اس معنیٰ پر ہر قطب یعنی غوث قطب الاقطاب ہے بلکہ غوث کے نیچے جو عہدہ داران تمام اصحاب خدمت کا افسر ہو بایں معنی قطب الاقطاب ہے (فتاویٰ رضویہ۔ج 28، ص 373)

قطبیت کے اس مرتبے پر یکے بعد دیگرے اس منصب کے اہل افراد من جانب اللہ فائز ہوتے رہتے ہیں جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی اس صراحت سے مفہوم ہوتا ہے

،فرماتے ہیں۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد حضرت سیدی علی بن ہیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قطب ہوئے اور سرکار غوثیت کی عطا سے حضرت خلیل صرصری اپنی موت سے سات دن پہلے مرتبۂ قطبیت پر فائز ہوئے، حضرت علی بن ہیتی کا وصال، وصال اقدس سرکار غوثیت سے تین سال بعد ۵۶۴ھ میں ہے پھر حضرت سید رفاعی قطب ہوئے (ایضاً ص 371)

تنبیہ: مرتبۂ قطبیت سے مشرف ہونے والے بزرگ بہت ہیں جن میں سے حضرت داتا علی ہجوری قدس سرہٗ لاہور، سرکار غریب نواز قدس سرہٗ اجمیر شریف، سرکار نظام الدین اولیاء قدس سرہٗ دہلی اور سرکار مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہٗ کچھوچھہ شریف، حضرت سرکار سیدنا میر محمد ترمذی قدس سرہٗ کالپی شریف، حضرت سرکار سیدنا شاہ برکت اللہ عشقی قدس سرہٗ مارہرہ شریف وغیرہم کے اسمائے گرامی کافی مشہور و معروف ہیں۔ واللہ اعلم۔

منصب غوثیت کبریٰ اور اس پر فائز ہونے والے نفوس قدسیہ

غوثیت کبریٰ یا منصب قطبیت کبریٰ کی وضاحت کتب اکابر میں مصرح ہے چنانچہ اس مقام کی تعریف کرتے ہوئے حضرت میر سید شریف جرجانی قدس سرہٗ رقمطراز ہیں۔

:القطبیۃ الکبریٰ: ھی مرتبۃ قطب الاقطاب، وھو باطن نبوۃ محمد علیہ السلام، فلا یکون الا لورثتہ لاختصاصہ علیہ بالاکملیۃ فلا یکون خاتم الولایۃ، وقطب الاقطاب الاعلیٰ باطن خاتم النبوۃ: یعنی قطبیت کبریٰ قطب الاقطاب کے درجے کا نام ہے اور وہ حضور سید عالم ﷺ کی نبوت کا باطن ہے لہٰذا یہ مرتبہ صرف رسول اللہ ﷺ کے وارثوں کا حصہ ہے کیوں کہ اکملیت کی بنیاد پر یہ مرتبہ آپ کے ساتھ خاص ہے پس خاتم ولایت اور قطب الاقطاب صرف خاتم نبوت کے باطن پر ہی ہوتا ہے (معجم التعریفات۔ص 149)

علامہ عبدالرزاق الکاشانی علیہ الرحمہ (متوفی ۷۳۰ھ) بھی معجم اصطلاحات صوفیہ میں قطبیت کبریٰ کی تشریح کرتے ہوئے یہی الفاظ درج فرمائے ہیں لیکن مرتبۂ غوثیت کبریٰ یا منصب قطبیت کبریٰ امت کے مخصوص افراد کو ہی تفویض ہوا اور عند التحقیق امت محمدیہ میں اس کا آغاز یار غار مصطفےٰ خلیفۂ اول سرکار سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات پاک سے ہوا اور اس کی انتہا حضرت سرکار سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر ہوگی، امام اہلسنت لکھتے ہیں۔

مگر قطب الاقطاب بمعنی اول یعنی غوث الاغواث کہ دوروں کے غوثوں کا غوث ہو، غوثوں کو غوثیت اس کی عطا سے ملتی ہو اور غوث اپنے اپنے دورے میں اس کی نیابت سے غوثیت کرتے ہوں وہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور پرنور محی الشریعۃ والطریقۃ والحقیقۃ والدین ابو محمد ولی الاولیاء، امام الافراد، غوث الاغواث، غوث الثقلین، غوث الکل، غوث اعظم سید شیخ عبدالقادر حسنی حسینی جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں اور تاظہور سیدنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مرتبہ عظمیٰ اسی سرکار غوثیت بار کے لئے رہے گا (فتاویٰ رضویہ۔ج28، ص373)

واضح رہے کہ قطبیت کا سب سے اعلیٰ ترین و بلند ترین مقام جس پر عالم غیب وشہادت میں جمیع مخلوقات کا دارومدار ہے وہ صرف اور صرف حضور سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات مبارکہ ہے اور اس منصب پر آپ روز اول ہی سے فائز ہیں نہ آپ سے قبل کسی کو یہ منصب عطا ہوا اور نہ بعد میں کسی کو عطا ہوگا جیسا کہ علامہ شامی قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

: واما قطب بالنسبة الى جميع المخلوقات عالمي الغيب والشهادة ولا يستخلف بدلا من الابدال ولا يقوم مقامه احد من الخلائق وهو قطب الاقطاب المتعاقبة فى عالم الشهادة لا يسبقه قطب ولا يخلفه آخر وهو روح المصطفوى ﷺ المخاطب بقول لولاک لما خلقت الافلاک : یعنی وہ مبارک

ذات جو عالم غیب وشہادت کی تمام مخلوقات کا قطب ہے جس کا نہ ابدال میں سے کوئی خلیفہ بن سکتا ہے اور نہ دیگر مخلوقات سے کوئی اس کا قائم مقام ہوسکتا ہے بلکہ جو عالم شہادت میں یکے بعد دیگرے آنے والے تمام اقطاب کا بھی قطب ہے کہ نہ اس سے قبل کوئی قطب بنا اور نہ بعد میں کوئی اس جیسا قطب بن سکتا ہے وہ روح مصطفوی ﷺ ہے جو ارشاد ربانی **لولاک لما خلقت الافلاک** کا مخاطب ہے (رسائل ابن عابدین۔ج02،ص265)

ہاں جو مسند قطبیت کبریٰ امت کے لئے جائز ہے اس پر سب سے پہلے خلیفۂ اول حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ براجمان ہوئے جیسا کہ علامہ ابن عابدین شامی قدس سرہٗ لکھتے ہیں

:واتفقوا على انه ليس بعده احد افضل من ابي بكر الصديق رضى الله عنه وقد اقام فى خلافته عن رسول الله ﷺ سنتين ونحو اربعة اشهر وهو اول اقطاب هذه الامة : یعنی علماء امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضور پاک ﷺ کے بعد کوئی شخص بھی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل نہیں ہے اور آپ حضور ﷺ کی عطا کردہ مسند خلافت پر تقریباً دو سال چار مہینے فائز رہے اور آپ ہی اس امت کے سب سے پہلے قطب ہیں (رسائل ابن عابدین۔ج02،ص275)

آپ کے بعد **خلیفۂ دوم حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ**، ان کے بعد **خلیفۂ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ** پھر **خلیفۂ چہارم حضرت سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ** پھر آپ کے بڑے صاحبزادے **حضرت سیدنا امام حسن المجتبیٰ** پھر سید الشہدا **حضرت سیدنا امام حسین**، پھر آپ کے فرزند دلبند **حضرت سیدنا امام زین العابدین** پھر آپ کے بیٹے **حضرت امام محمد الباقر** پھر آپ کے صاحبزادے **امام جعفر الصادق** پھر ان کے فرزند ارجمند **حضرت امام موسیٰ الکاظم** پھر ان کے بیٹے **حضرت امام رضا** پھر آپ کے بیٹے **حضرت امام محمد تقی** پھر ان کے فرزند **حضرت امام محمد نقی** پھر آپ کے صاحبزادے **حضرت امام حسن العسکری** رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ آپ کے بعد یہ منصب جلیلہ

ایک لمبے عرصہ تک خالی رہا پھر جب **سرکار غوث الثقلین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی البغدادی قدس سرہٗ** کا زمانہ آیا تو یہ منصب آپ کو تفویض ہوا اور ظہور امام مہدی رضی اللہ عنہ تک یہ منصب آپ ہی سے متعلق رہے گا۔ **سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔**

غوث اکبر وغوث ہر غوث حضور سید عالم ﷺ ہیں صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کے وزیر دست چپ تھے اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر دست راست۔ پھر امت میں سب سے پہلے درجۂ غوثیت پر امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ممتاز ہوئے اور وزارت امیر المؤمنین فاروق اعظم وعثمان غنی رضی اللہ عنہما کو عطا ہوئی، اس کے بعد امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت مرحمت ہوئی اور عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ومولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وزیر ہوئے پھر امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت عنایت ہوئی اور مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وامام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ وزیر ہوئے پھر مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کو، اور امامین محترمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما وزیر ہوئے پھر امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درجہ بدرجہ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ سب حضرات مستقل غوث ہوئے۔ امام حسن عسکری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک جتنے حضرات ہوئے سب ان کے نائب ہوئے، ان کے بعد سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ مستقل غوث، حضور تنہا غوثیت کبریٰ کے درجہ پر فائز ہوئے۔ حضور ,,غوث اعظم،، بھی ہیں اور ,,سید الافراد،، بھی حضور کے بعد جتنے ہوئے اور جتنے اب ہوں گے حضرت امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک سب نائب حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہوں گے پھر امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوثیت کبریٰ عطا ہوگی (ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ حصہ اول، ص178)

علامہ علی قاری حنفی مکی متوفی ۱۰۱۴ھ کتاب نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر میں فرماتے ہیں۔

: لقد بلغنی عن بعض الاکابر ان الامام الحسن ابن سیدنا علی رضی اللہ تعالٰی عنہما لما ترک الخلافۃ لما فیہا من الفتنۃ والآفۃ عوضہ اللہ سبحٰنہ وتعالٰی القطبیۃ الکبرٰی فیہ وفی نسلہ وکان رضی اللہ تعالٰی عنہ القطب الاکبر سیدنا السید الشیخ عبدالقادر ھو القطب الاوسط والمھدی خاتمۃ الاقطاب: بیشک مجھے اکابر سے پہنچا کہ سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب بخیال فتنہ وبلایہ خلافت ترک فرمائی اللہ عزوجل نے اس کے بدلے ان میں اور انکی اولاد امجاد میں غوثیت عظمیٰ کا مرتبہ رکھا، پہلے قطب اکبر خود حضور سید امام حسن ہوئے اور اوسط میں صرف حضور سیدنا سید عبدالقادر اور آخر میں حضرت امام مہدی ہوں گے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین (فتاویٰ رضویہ۔ ج28، ص392)

اقطاب واغواث کے تعارف اور ان کی عظمت وشان اور احوال ومقامات کے بیان میں بزرگوں نے بڑی طوالت سے کام لیا ہے جو نہایت چشم کشا وفرحت رسا ہے لیکن چونکہ ہمیں اس جگہ سرکار غوثیت مآب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تبرکا کچھ ذکر پاک مقصود ہے اس لئے اختصار کو مدنظر رکھتے ہوئے اس عنوان پر چند موٹی موٹی باتوں پر اکتفا کیا تاکہ سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات پڑھنے سے قبل قارئین کو قدرے بصیرت ارزاں ہو **:واللہ المستعان وعلیہ التکلان:**

باب سوم

باسمہ تعالیٰ

تذکرۂ غوثیہ ازافادات رضویہ

واہ !کیا مرتبہ ائے غوث ہے بالا تیرا
اونچے انچوں کے سروں سے ہے قدم اعلیٰ تیرا

آمد کی بشارت: الفرد الفرید، الغوث المجید، الغیث المجید، واھب النعم، سالب النقم، کاسب العدم، صاحب القدم جود الجود و کرم الکرم، ملاذ العرب ومعاذ العجم، مناح العطایا، مناع الرزایا، القطب الربانی، الغوث الصمدانی، سیدنا ومولنا ابی محمد عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی، رضی اللہ تعالی عنہ و ارضاہ: (فتاویٰ رضویہ۔ج07، ص634)

آپ کی آمد کی بشارت جلیل القدر اولیاء کرام اپنے اپنے زمانے میں دیتے رہے ہیں، چنانچہ صاحب تفریح الخاطر لکھتے ہیں۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ عنہ نے ایک روز مراقبہ سے سر اٹھایا اور فرمایا: قدمہ علی رقبتی ،قدمہ علی رقبتی : لوگوں نے اس کی وجہ پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ مجھے عالم غیب سے اشارہ ہوا کہ ایک مقدس ولی نہایت ہی جلالت شان کے ساتھ پانچویں صدی ہجری میں آسمان ولایت پر جلوہ گر ہوگا اور مثل آفتاب کے سب پر چھا جائے گا اس کا نام عبد القادر لقب محی الدین ہوگا جیلان جائے پیدائش اور بغداد جائے سکونت ہوگی وہ بحکم الٰہی فرمائے گا: قدمی ھذہ علی رقبۃ لکل ولی اللہ : پس حالت کشف

میں اس کی یہ شان دیکھ کر میری زبان سے بھی بے اختیار نکلا کہ ان کا قدم میری گردن پر بھی ہے (تفریح الخاطر)

حضرت شیخ ابو بطائحی فرماتے ہیں۔

حضرت سیدنا امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ نے بوقت وصال حضرت معروف کرخی علیہ الرحمہ کو ایک جبہ مرحمت فرمایا اور وصیت کی کہ یہ امانت میرے فرزند محبوب سبحانی عبد القادر جیلانی تک پہنچا دینا جو پانچویں صدی ہجری کے اخر میں آئیں گے چنانچہ یکے بادیگرے یہ جبہ سرکار غوث اعظم تک شوال سنہ ۴۹۷ھ کو پہنچا (ایضا)

اور شیخ ابو بکر بن ہوار نے ایک روز فرمایا۔

عراق میں سات قطب ہیں (۱)شیخ معروف کرخی (۲)حضرت احمد بن حنبل (۳)حضرت بشر حافی (۴)شیخ منصور بن عمار (۵)حضرت جنید بغدادی (۶)حضرت سھل بن عبد اللہ تستری (۷)حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین: اس پر اہل مجلس نے تعجب سے کہا کہ ساتویں فرد عبد القادر کا نام ہم نے کبھی نہیں سنا بتائیں وہ کون ہے؟ شیخ ابو بکر نے جواب دیا عبد القادر ایک عجمی مرد صالح ہوگا اس کا ظہور پانچویں صدی ہجری کے اخر میں ہوگا اور اس کا قیام بغداد میں ہوگا (ایضا)

صاحب تفریح الخاطر نے نقل کیا ہے کہ۔

سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ کی ولادت باسعادت کی رات آپ کے والد ماجد حضرت سیدنا ابو صالح موسیٰ جنگی دوست رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ مشاہدہ فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام و اولیاء عظام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ساتھ آپ کے کاشانۂ پاک میں جلوہ گر ہوئے اور ان الفاظ کے ساتھ آپ کو حضور غوث اعظم کی آمد کی بشارت دی۔

:یاابا صالح اعطاک اللہ ابنا وھو ولدی ومحبوبی ومحبوب اللہ تعالیٰ وسیکون لہ شان فی الاولیاء والاقطاب کشانی بین الانبیاء والرسل: یعنی اے ابو صالح! اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک فرزند سے نوازا ہے جو میرا بیٹا و چہیتا اور اللہ کا محبوب ہے عنقریب اس کی شان اولیاء کے درمیان ایسی ظاہر ہوگی جیسی میری شان انبیا و مرسلین کے درمیان ہے (تفریح الخاطر۔ص26)

حضرت امام اہلسنت قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

متعدد سندوں سے، بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ "میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر" اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے (فتاویٰ رضویہ۔ج28،ص398)

غوث اعظم امام التقیٰ والنقی
جلوۂ شان قدرت پہ لاکھوں سلام

نام ونسب اور پیدائش

حضور غوث اعظم قدس سرہٗ کا اصل نام پاک **سید عبد القادر**، کنیت **ابو محمد** اور لقب **سید السند، قطب الاقطاب، قطب الاحد، محبوب سبحانی، محبوب یزدانی، قطب بغداد، باز اشہب، شہباز لامکانی، سلطان الاولیاء، پیران پیر، بڑے پیر، غوث الاغواث، دستگیر، غوث الاعظم محی الدین** وغیرہ۔

اور سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ مزید یہ گیارہ القاب اور شمار فرمائے ہیں۔

: سید محی الدین سلطان، محی الدین قطب، محی الدین

خواجہ، محی الدین مخدوم، محی الدین ولی، محی الدین بادشاہ، محی الدین شیخ، محی الدین مولنا، محی الدین غوث، محی الدین خلیل، محی الدین، واللہ اعلم: (فتاویٰ رضویہ۔ج26،ص432)

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ماجد قدس سرہٗ کا نام مبارک **سید ابو صالح موسیٰ الملقب بہ جنگی دوست**، والدہ ماجدہ قدس سرہا کا اسم مبارک **سیدہ ام الخیر فاطمہ** ہے (بحوالہ سوانح غوث اعظم)

ولادت باسعادت

حضور پرنور محی الملۃ، مقیم السنۃ، ملاذ العلماء، معاذ العرفاء، وارث الانبیاء، ولی اللہ، منبع الارشاد، مرجع الافراد، امام الائمہ، مالک الازمہ، کاشف الغمہ، ملجا الامہ، قطب الاعلم، غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ وجعل حرزنا فی الدارین رضاہ (فتاویٰ رضویہ۔ج7،ص619) کی ولادت ۴۷۰ھ/ یا ۴۷۱ھ مطابق 1077/78ء بتاریخ ۳۰ر شعبان المعظم یا یکم رمضان المبارک یعنی چاند رات کو ہوئی اور عمر شریف 90ر یا 91ر سال کی ہوئی بعض سوانح نگاروں نے اس شعر سے تاریخ ولادت اور عمر شریف کا عدد برآمد کیا ہے۔

ان باز اللہ سلطان الرجال
جاء فی عشق توفی فی کمال

لفظ ,, عشق ،، تاریخ ولادت کا مادہ ہے جس سے (۴۷۱ھ) اور لفظ ,, کمال ،، عمر شریف کا مادہ جس سے (۹۱) نکلتا ہے اور اس پس منظر میں یہ شعر بھی کہا گیا ہے۔

بادشاہ کہ اولیاء اللہ
زیر پائش نہاد جملہ رکاب
(۴۷۱ھ)

جائے ولادت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جائے ولادت اصح قول کے مطابق جیلان ہے جس کو فارسی میں گیلان کہا جاتا ہے جو ملک ایران کے صوبہ طبرستان کے ایک شہر کا نام ہے اس لئے آپ وطناً تو عجمی ہیں لیکن اصلاً عربی ہیں اور اپنی جائے پیدائش کی نسبت سے جیلانی یا گیلانی کہلاتے ہیں۔ اور چونکہ شہر بغداد میں آپ نے مستقل سکونت اختیار فرمائی اس لئے بغدادی کہلاتے ہیں

نسب نامہ

نسب کے اعتبار سے آپ نجیب الطرفین یعنی حسنی حسینی سید ہیں اور آپ کی سیادت بروایات متواترہ ثابت ہے جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقینا قطعاً اجل سادات کرام سے ہیں، حضور کی سیادت متواتر ہے، حضرت سیدی امام اوحد ابوالحسن نجمی قدس سرہ کی بہجۃ الاسرار شریف اور امام جلیل عبداللہ بن اسعد یافعی شافعی کی اسنی المفاخر وعلامہ علی قاری کی نزہۃ النواظر اور مولانا نورالدین جامی کی نفحات الانس اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی کی زبدۃ الآثار وغیرہم اجلہ اکابر کی معتمدات اسفار ملاحظہ ہوں (فتاویٰ رضویہ۔ ج26، ص437)

بہر حال حق یہ ہے کہ والد گرامی قدس سرہٗ کی طرف سے آپ حسنی سید ہیں اور سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

:سید عبد القادر، بن سید ابو صالح موسیٰ جنگی دوست، بن سید ابو عبد اللہ الجیلانی، بن سید یحییٰ زاہد، بن سید محمد، بن سید داؤد، بن سید موسیٰ ثانی، بن سید عبداللہ، بن سید موسیٰ الجون، بن سید عبداللہ المحض، بن سید حسن المثنیٰ، بن سیدنا امام المتقین سیدنا امام

حسن، بن امیر المؤمنین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم:

اور والدہ ماجدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی طرف سے آپ حسینی ہیں جن کا سلسلۂ نسب اس طرح ہے۔

:شیخ محی الدین عبد القادر بن سیدہ فاطمہ بنت عبد اللہ الصومعی بن ابی جمال بن محمد بن محمود بن طاہر بن ابی عطاء بن عبد اللہ بن ابی کمال بن عیسیٰ بن ابی علاء الدین بن محمد بن علی بن موسیٰ الکاظم بن امام جعفر الصادق بن امام محمد الباقر بن امام الزاہدین سیدنا امام زین العابدین بن سید الشہداء الامام الحسین بن امیر المؤمنین اسد اللہ الغالب سیدنا علی المرتضیٰ۔ رضی اللہ تعالیٰ:

آپ کی سیادت کا ذکر کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

:سید الاولیاء وامام الاصفیاء وقطب الاقطاب وتاج الاوتاد ومرجع الابدال ومفزع الافراد اور باعتراف اکابر علماء امام شریعت وسردار امت ومحی دین وملت ونظام طریقت وبحر حقیقت وعین ہدایت ودریائے کرامت ہے۔ وہ کون، ہاں وہ سید الاسیاد واہب المراد سیدنا ومولنا وملاذنا وماوانا وغوثنا وغیثنا حضرت قطب عالم وغوث اعظم سید ابو محمد عبد القادر حسنی حسینی صلی اللہ تعالیٰ علی جدہ الاکرام وعلی آلہ وعلیہ وبارک وسلم: (فتاویٰ رضویہ۔ ج21، ص319)

اور حدائق بخشش میں تحسین و آفریں کے گوہر یوں لٹاتے ہیں۔

کیوں نہ قاسم ہو کہ تُو ابن ابی القاسم ہے
کیوں نہ قادِر ہو کہ مختار ہے بابا تیرا

نبوی مینھ علوی فصل بتولی گلشن — حَسنی پھول حُسینی ہے مہکنا تیرا
نبوی ظِل عَلوی برج بتولی منزل — حَسنی چاند حُسینی ہے اُجالا تیرا
نبوی خُور عَلوی کوہ بتولی مَعدِن — حَسنی لعل حُسینی ہے تجلّا تیرا

تو حسنی حسینی کیوں نہ محی الدین ہو!
اے خضر مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا

علاوہ ازیں آپ کا نسبی رشتہ خلفاء ثلاثہ یعنی حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بھی کسی نہ کسی واسطے سے جا ملتا ہے۔ مثلاً آپ کی نانی پاک کا نام ام سلمہ تھا ان کا نسبی تعلق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے ہے آپ کے دادائی والدہ کا نسبی تعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جا ملتا ہے اس طرح آپ کے ایک جد کریم کی والدہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اولاد سے تھیں (سوانح غوث اعظم از علامہ اویسی)

آپ کے والدین ماجدین قدس اللہ سرھما کی شان رفیع

آپ کے **والد ماجد** کا نام ،سید موسیٰ، کنیت **ابو صالح** اور لقب **جنگی دوست** ہے اور سب کو یکجا کر کے ''**ابو صالح موسیٰ جنگی دوست**'' مشہور ہے، **جنگی دوست کہنے کی وجہ**: جنگی دوست عجمی لفظ ہے اس کا معنی (راہ خدا میں) لڑائی پسند کرنے والے کے ہیں۔ سید ابو صالح موسیٰ ہمیشہ اعدائے دین اور اپنے نفس سے لڑتے رہتے اور اس کی سرکشی پامال کرتے رہتے چنانچہ ایک سال تک بوجہ مجاہدۂ نفس کے آپ نے نہ کچھ کھایا نہ پیا بعد ایک برس کے جب کچھ خواہش ہوئی تو جو کی روٹی بے نمک اور گرم پانی ملا، پھر اسی وقت کسی نے لذیذ کھانا اور ٹھنڈا پانی لا کر حاضر کیا تو آپ نے وہ فقراء کو دیدیا اور اپنے نفس سے مخاطب ہو کر کہا کہ اگر تجھ کو غذا کی خواہش ہے تو تیرے لئے یہ جو کی روٹی اور گرم پانی کافی ہے نفس نے یہ سنتے ہی آواز دی: **یا اباصالح جنگی الجوع**

الجوع: اسی وقت حضرت خضر علیہ السلام تشریف لا کر فرمایا: **السلام علیک یا سبط النبی**: اے ابو صالح موسیٰ خدا نے تمہارے نفس کو جنگی کہا اور تم کو اپنا دوست کیا اور مجھ کو حکم دیا کہ میں تمہارے ساتھ افطار کروں! تب جو کھانا اور پانی کہ حضرت خضر علیہ السلام ساتھ لائے تھے وہی آپ نے اور انھوں نے کھایا اس وقت سے ''**موسیٰ جنگی دوستِ حق**'' ان کا لقب ہو گیا (الدر المنظم فی مناقب غوث الاعظم ص 421)

اسی طرح آپ کی **والدہ ماجدہ** جن کا **اسم مبارک ام الخیر امۃ الجبار فاطمہ بنت سید ابو عبد اللہ صومعی زاہد** ہے، علم و فضل اور ریاضت و مجاہدہ میں بے نظیر نیز اپنے دور کے اولیاء کاملین میں سے تھیں بلکہ اس پاکیزہ ماں کی رفعت و عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے جس کو اللہ عزوجل نے سیدنا غوث اعظم جیسا بیٹا عطا فرمایا ہو۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپ نے پوری زندگی کبھی کسی غیر محرم کو نہیں دیکھا اور نہ کبھی خلاف اولیٰ کوئی کام کیا۔ شیخ الاسلام حضرت امام ابن حجر عسقلانی آپ کی والدہ ماجدہ اور نانا جان کا ذکر اس طرح کرتے ہیں۔

: وام الشیخ تسمی فاطمۃ وتکنی امۃ الجبار وتلقب ام الخیر وقال یونینی وکان لھا حظ عظیم وافر من الخیر والصلاح. وقال ابو سعید الھاشمی کان لھا قدم فی ھذا الامر وھی بنت الشیخ الزاھد ابی عبد اللہ الصومعی وکانت توصف بالخیر والصلاح. واسند الشطنونی من طریق الشیخ العارف محمد الدریانی القزوینی قال کان الصومعی من اجل من لقتہ من المشایخ وکان مستجاب الدعوۃ وکان من جملۃ مشایخ کیلان وروسائھم وکان اذا غضب اصیب من اغضبہ سریعا: اور شیخ کی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ، کنیت امۃ الجبار اور لقب ام الخیر تھا، شیخ یونینی نے کہا کہ حضرت سیدہ کو بارگاہ رب العزت سے خیر و صلاح کا وافر حصہ ملا تھا، شیخ ابو سعید ہاشمی نے کہا کہ اس امر (نیک و بھلائی) میں آپ کو سبقت و تقدم

حاصل تھا (اور کیوں نہ ہوکہ) آخر آپ شیخ زاہد ابوعبداللہ صومعی کی قابل فخر شہزادی ہیں جن کے متعلق شیخ شطنوفی نے شیخ عارف محمد ریانی قزوینی کے حوالے سے فرمایا ہے کہ جن مشائخ کرام سے میری ملاقات ہوئی شیخ صومعی ان میں زیادہ شان جلالت کے مالک، مستجاب الدعوات شخص اور قصبۂ جیلان کے مشائخ وامراء کے سردار تھے، وہ جب کبھی کسی پر غضب ناک ہوتے تو اس کا اثر فوراً ظاہر ہوجاتا تھا (غبطۃ الناظر۔ص 02)

گویا سرکار غوث الاعظم اور آپ کے والدین طیبین رضی اللہ عنہم کی مثال اس شجر طیبہ کی سی ہے جس کا ذکر قرآن عظیم نے یوں کیا ہے: كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ: جیسے پاکیزہ درخت جس کی جڑ قائم اور شاخیں آسمان میں: (ابراہیم 24)

نبوی مینھ، علوی فصل، بتولی گلشن
حسنی پھول، حسینی ہے مہکنا تیرا

تحصیل علم

آپ قدس سرہٗ ایسے گھرانے کے چشم و چراغ تھے جس سے دنیا کو علوم وفنون کا صدقہ ملا اور جس سے نکلنے والی نہروں سے تشنگان علوم وفنون نے سیرابی حاصل کی اس کے باوجود آپ نے کبھی خود کو حصول علم کی مشقت سے مستغنی نہیں سمجھا، چنانچہ بچپن ہی سے شوق علم سے سرشار تھے اور اس کی تحصیل میں منہمک ہوگئے تھے جبکہ والدہ ماجدہ نے آپ کو از خود اتنا علم سیکھا ہی دیا تھا جو جمال زندگی کے لئے کافی تھا لیکن اس راہ میں ہل من مزید کی طلب کبھی کم نہیں ہوتی اس لئے اٹھارہ سال کی عمر تک اپنے آبائی قصبہ جیلان میں تحصیل علم فرماتے رہے پھر اساتذۂ وقت سے اعلیٰ تعلیم اخذ کرنے کے لئے مرکز علم وفن شہر بغداد وارد ہوئے اور ہمیشہ کے لئے شہر بغداد کی علمی و دینی عظمت کا نشان وعلم بن کر چہار دانگ عالم میں نہ صرف مشہور ومعروف ہوگئے بلکہ اسلامی دنیا کے افق پر علم وفضل کے ابر بارندہ بن کر چھا گئے۔

سورج اگلوں کے چمکتے تھے چمک کر ڈوبے
افق نور پہ ہے مہر ہمیشہ تیرا

کتب سوانح کے مطابق سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحصیل علم کی خاطر جو مشقتیں اور جاں گسل پریشانیاں جھیلیں ان کو الفاظ کے لبادے ڈھالنا بھی مشکل ہے، یقیناً آپ کے اس حصۂ زندگی میں آج کے طلبۂ مدارس کے لئے ایک زبردست فکری دعوت و درس بصیرت ہے بالخصوص خانقاہی شہزادگان اور سیدزادگان کے لئے تو تازیانۂ عبرت ہے جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم تو فلاں بزرگ کے مسند نشیں ہیں! ہم کو بھلا اس راہ میں جادہ پیمائی کی کیا ضرورت ہے، ہم کو اوپر سے سب کچھ مل جائے گا!! حالانکہ ان کو چاہئے کہ سرکار پیران پیر کی زندگی کو مدنظر رکھیں کہ جب سرکار غوث پاک جیسی ہستی اس راہ میں اتنی مشقت اٹھا سکتی ہے تو پھر ہما شما کی کیا گنتی ہے؟ لہٰذا یہ ایک دھوکہ دہندہ خیال ہے جو جہالت کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ایسی تباہ کن سوچ سے ہم سب کو بچائے۔

بہرکیف! حضور غوث الاعظم رضی اللہ عنہ باوجودیکہ مادرزاد ولی تھے اور ولی جملہ علوم وفنون سے پہلے ہی من جانب اللہ بہرہ ور ہوا کرتا ہے کیوں کہ جو عارف باللہ بن کر پیدا ہوتا ہے اس کی شان عالم کامل کی ہوا کرتی ہے لیکن: رب زدنی علما: کے جام پر انوار سے کون کما حقہ سیراب ہوسکتا ہے اور اس کی کوثری لذت سے کسے بے نیازی ہوسکتی ہے نیز علم نبوی ﷺ کے بحر بے کراں کی شیرینی وحلاوت سے کس بندۂ خاص کو اکتاہٹ ہوسکتی ہے! اور پھر سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ تو خیر وصلاح اور رشد وہدایت کی اس عظیم الشان مسند کو رونق بخشنے کے لئے پیدا کئے گئے تھے جو آپ کے نانا جان سید عالم ﷺ کی امت کے ہر طبقہ کے لئے نمونۂ خیر وصلاح اور معیار انقلاب وارتقا بلکہ نبی نوع انسانی کے لئے محور ہدایت ہے چنانچہ آپ رضائے الٰہی کے حصول اور راز الٰہی کی معرفت کے لئے نیز مجاہدہ نفس کی خاطر تحصیل علوم ظاہری میں اس قدر مشقتیں اٹھائیں کہ ضبط بیان سے باہر ہے، یہاں اس کی ایک چھوٹی سی جھلک ملاحظہ کریں۔

زمانۂ تحصیل علم کی مشقتیں

شیخ طلحہ لکھتے ہیں کہ حضرت غوث اعظم نے فرمایا ابتدائی ایام میں مجھے بغداد میں کسی قدر تکلیف تھی ایک مرتبہ بیس فاقے گزرے میرے پاس کھانے پینے کے لئے کچھ نہیں تھا، میں ایوان کسریٰ کی طرف گیا کہ کچھ مل جائے تو کھانے کا انتظام ہو! مگر وہاں میں نے ستر اولیاء اللہ کو پایا کہ سب اسی کیفیت سے دو چار ہیں جس میں میں مبتلا ہوں لہٰذا میں وہاں سے واپس آگیا کہ ایک شخص سے ملاقات ہوئی تو اس نے چاندی کا ایک ٹکڑا دیکر کہا کہ یہ تمھاری والدہ نے بھیجا ہے، میں نے اس میں سے کچھ اپنے پاس رکھا اور باقی فقراء پر تصدق کر دیا پھر جو حصہ اپنے پاس بچا تھا اسے بیچکر کھانا خریدا اور فقراء کے ساتھ مل کر کھایا۔ ایسا اتفاق ایک بار اور پیش آیا کہ بغداد میں گیرانی تھی اور مجھے چند دنوں تک کھانے پینے کے لئے کچھ میسر نہ ہوا، میں جنگل جاتا اور وہاں درخت پتے گٹھلیاں جو کچھ ملتا کھاتا ایک دن اسی خیال سے دریا کے کنارے گیا لیکن وہاں جا کر دیکھا کہ اور بھی فقراء اسی تلاش میں سرگرداں ہیں، میں نے شہر میں بھی بہت کچھ جستجو کی مگر کچھ میسر نہ آیا۔ میں ایک مسجد میں پہنچا جو بازار ریحا میں تھی مجھ پر شدت بھوک سے اتنی ناتوانی غالب تھی کہ ہل نہیں سکتا تھا، دیکھا کہ ایک عجمی نوجوان مسجد کے گوشے میں بیٹھ کر روٹی کھانے لگا میرے نفس نے کئی بار چاہا کہ جا کر کھانے میں شریک ہو جاؤں مگر میں نے روکا کہ اس نے نوجوان نے مجھے دیکھا اور اپنے ساتھ کھانے کا اصرار کیا، میں اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوگیا تو باتوں باتوں میں وہ میرا حال چال دریافت کرنے لگا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو اور کیا کرتے ہو! میں نے کہا کہ میں طالب علم ہوں اور جیلان کا رہنے والا ہوں۔

اس نے کہا کہ میں بھی جیلان کا باشندہ ہوں، کیا تم اس طالب علم کو جانتے ہو جس کا نام عبد القادر ہے جیلان کا رہنے والا ہے اور فلاں خاندان سے تعلق رکھتا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ وہ تو میں ہی ہوں! یہ سن کر اس کا چہرہ متغیر ہوگیا اور کہا کہ تمھاری تلاش میں مجھے بغداد آئے ہوئے اتنے دن ہو گئے مگر کوئی تمھارا پتہ نہ دے سکا اور آج تین دن ہو گئے کہ میرا زاد سفر ختم ہو گیا بھوک انتہا کو پہنچ گئی اور میرے پاس کھانے کے لئے تمھاری امانت کے سوا کچھ نہیں تھا چنانچہ

میں نے اس میں سے روٹی خریدی جس کو ابھی تم نے اور میں نے مل کر کھایا۔ یہ سن کر مجھے تعجب ہوا کہ یہ کیا کہہ رہا ہے تب اس نے کہا کہ تمھاری والدہ نے مجھے آٹھ دینار تمہیں دینے کے لئے بھیجا ہے جس میں سے بحالت مجبوری میں نے اتنے کی روٹی خریدی اور باقی یہ ہے، اس پر میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اپنا ہی کھلایا پھر میں نے وہ باقی دینار اس نوجوان کو ہبہ کر دیا (سوانح غوث الاعظم)

الغرض سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے راہ علم کی جادہ پیمائی میں جن تکالیف و مصائب کا سامنا کیا وہ سن کر ہی دل دہل جاتا ہے حالانکہ آپ اس مبارک خاندان کے چشم و چراغ تھے جو تمام علوم ظاہری و باطنی کا چشمۂ حیواں ہے پھر یہ کہ آپ صرف سید ہی نہیں سید السادات ہیں اور جس جہت سے دیکھئے کامل و اکمل ہیں مگر اس کے باوجود تحصیل علم کی دھن میں ترک وطن کر کے دور و دراز مقامات کا سفر کیا، عیش و آرام کو تج دیا، بھوک و پیاس کی شدت برداشت کی، علمائے وقت کی بارگاہوں میں حاضر ہوئے، اساتذہ کی درسگاہوں کا طواف کیا، ضعیف والدہ و اہل خانہ کی جدائی کا صدمہ اٹھایا اور [رب زدنی علما] کا وظیفہ ہمیشہ ورد زبان رہا۔

آپ اندازہ کریں کہ جب غوث الثقلین جیسی گراں بہا شخصیت تحصیل علوم دینیہ کی خاطر اس طرح کی جاں فشانیاں اٹھائیں تو بھلا اس دور میں کسی اور کے لئے خواہ وہ کتنے ہی بڑے خاندان کا فرد یا کتنا ہی عظیم باپ کا بیٹا کیوں نہ ہو! اس کے لئے کیا گنجائش رہ جاتی ہے کہ وہ تحصیل علم کی راہ میں کوشش نہ کرے؟ بلکہ ایسی فرسودہ سوچ کے حامل افراد کو حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے اپنے کردار و عمل سے یہ بتا دیا کہ کوئی اپنے وقت کا کتنا ہی نامور اور خاندانی شرف و فضیلت والا کیوں نہ ہو علوم دینیہ کی تحصیل و طلب سے کبھی بھی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔

آپ کے مشہور اساتذۂ کرام

معتبر کتب سوانح میں یہی مذکور ہے کہ ۴۸۸ھ میں بعمر ۱۸ سال آپ تحصیل علم کی غرض سے بغداد تشریف لے گئے اور وہاں علم فقہ و تفسیر، اصول و حدیث، منطق و فلسفہ، علم بیان و بدیع، وغیرہ تمام ظاہری علوم و فنون اصول و فروع کے ساتھ نابغۂ روزگار علمی ہستیوں سے حاصل

فرمایا چنانچہ۔

شیخ ابو الوفا علی بن عقیل حنبلی شیخ ابو الخطاب محفوظ الکلوذانی ،شیخ ابو الحسین محمد بن قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین بن محمد فراء حنبلی ،قاضی ابو سعید بقول بعض ابو سعید المبارک بن علی مخزومی حنبلی علیہم الرحمۃ سے علم فقہ کی تحصیل کی اور شیخ ابوبکر یحیٰ بن علی تبریزی :

سے ادب پڑھا اور فن حدیث محدثین کی ایک بڑی جماعت سے حاصل کیا۔آپ کے چند مشہور اساتذہ کرام کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔

:شیخ ابو غالب محمد بن الحسن الباقلانی ،شیخ ابو سعد محمد بن عبد الکریم ، شیخ ابو الغنائم محمد بن محمد بن علی بن ھمون الفرسی ،شیخ ابوبکر احمد بن مظفر ،شیخ ابو محمد جعفر بن احمد بن حسین قاری السراج ،شیخ ابو القاسم علی بن احمد بن بنان کرخی ،شیخ ابو عثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملۃ الاصفھانی واعظ ،شیخ ابو طالب عبد القادر بن محمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف ،شیخ ابوطاھر عبد الرحمن بن احمد ،شیخ ابو البرکات ھبۃ اللہ ابن المبارک ،شیخ ابو الفسر محمد بن المختار ھاشمی ،شیخ ابو نصر محمد، شیخ ابو غالب احمد ،شیخ ابو عبد اللہ یحیٰ ابناء امام ابی الحسن بن ھنا ،شیخ ابو الحسین مبارک ابن عبد الجبار ،شیخ ابو منصور عبد الرحمٰن ابن ابی غالب ،شیخ ابو البرکات طلحہ ابن احمد العاقولی قدست اسرا ھم وغیرہ (قلائد الجواہر)

سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے مشائخ طریقت

صوفیائے کرام فرماتے ہیں شیخ طریقت کی چار قسمیں ہیں (۱) شیخ بیعت وارادت (۲) شیخ خرقہ (۳) شیخ الذکر (۴) شیخ صحبت،اس جہت سے حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے شیوخ طریقت میں چار افراد سب سے زیادہ مشہور ہیں (۱) والد ماجد حضرت ابو صالح موسیٰ جنگی دوست قدس سرہٗ (۲) حضرت شیخ حماد دباس قدس سرہٗ (۳) حضرت شیخ ابو سعید المخزومی قدس سرہٗ (۴) حضرت شیخ ابو الوفا محمد بن محمد بن زید حلوانی قدس سرہٗ۔

کتب تذکرہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کے شیخ صحبت شیخ حماد بن مسلم دباس ہیں یعنی آپ کو شیخ حماد قدس سرہٗ کی صحبت زیادہ میسر تھی اور حضرت ابو سعید مبارک المخزومی وحضرت شیخ ابو الوفاء شیخ الذکر ہیں،بعض تذکرہ نگار کے مطابق شیخ خرقہ چاروں بزرگ ہیں البتہ بیعت وارادت کے بارے میں بعض علماء نے فرمایا کہ آپ کو بیعت وارادت اپنے والد گرامی سے حاصل تھی اور بعض کہتے ہیں حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومی سے نیز قلائد الجواہر کے مطابق حضرت ابو الخیر حماد بن الدباس کے دست اقدس پر آپ نے بیعت فرمائی تھی اور حضرت قاضی ابو سعید مبارک المخزومی سے خرقۂ خلافت پہنا تھا ہمارے ملک کی قادری خانقاہوں میں جو شجرہ رائج ہے اس میں حضرت شیخ ابو سعید مبارک المخزومی کا واسطہ مذکور ہے اسی طرح شجرۂ قادریہ برکاتیہ رضویہ میں بھی حضرت ابو سعید مبارک المخزومی قدس سرہ کا ہی واسطہ آتا ہے جیسا کہ اس کے مندرجہ ذیل شعر سے معلوم ہوتا ہے۔

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن وسعد
بوالحسن اور بوسعید سعدا کے واسطے!

اصح یہ ہے کہ آپ کو شرف بیعت حضرت ابو سعید مبارک المخزومی سے حاصل تھا جیسا کہ اکثر محققین نے اس کی صراحت کی اور یہی مشہور ہے اور شیخ خرقہ وشیخ ذکر اور شیخ صحبت مذکورہ تمام حضرات تھے ہاں حضرت شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں آپ سب سے زیادہ رہے اور والد گرامی کی جانب سے آپ کو سب سے پہلا خرقہ ملا جو حضرت مولائے کائنات سے اباً عن جد آپ کو

مرحمت ہوا جیسا کہ الدرا لمنظم میں حضرت ملا احمد جیون علیہ الرحمہ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے۔
واللہ تعالیٰ اعلم (ملخص از الدرا لمنظم فی مناقب غوث الاعظم ح ۲،ص 95)

تلامذہ

سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ علوم ظاہری و باطنی کے بحر ناپیدا کنار تھے اور لوگ آپ سے دونوں نعمتیں حاصل کرتے تھے آپ کی درسگاہ میں طلبہ کی تعداد اس کثرت سے اکٹھی ہو جاتی تھی کہ جگہ تنگ پڑ جاتی۔آپ نے تمام علوم وفنون میں اپنا جانشیں چھوڑا جن کی تعداد حیطۂ تحریر سے باہر ہے الدرا لمنظم سے آپ کے تلامذہ کی ایک فہرست دستیاب ہوئی ہے مگر بوجہ طوالت ہم اسے درج کرنے سے قاصر ہیں۔

تصانیف: حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیفات کی صحیح تعداد معلوم نہیں کہ کیا ہے تاہم آپ کی چند مشہور کتابیں یہ ہیں۔**فتوح الغیب**،**الفتح الربانی**،**مکتوبات**،**دیوان** وغیرہ،اور **غنیۃ الطالبین** بھی آپ ہی کی تصنیف بتائی جاتی ہے۔

آپ کا فقہی مذہب

جملہ سلاسل کے بزرگوں نے آپ کو طریقت کا امام تسلیم کیا اور آپ کے فیوض باطنی سے مالا مال ہوئے مگر فقہ میں آپ حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے مقلد تھے اور ان کے مذہب کے مطابق فتویٰ دیتے تھے گرچہ خود اجتہاد مطلق کے بلند ترین مقام پر فائز تھے چنانچہ امام اہلسنت علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبری تک پہنچ کر منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتوی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ،ج۔26)

آپ کے چند مشہور خلفاء

سرکار غوث الاعظم کے مرید وخلفاء کی تعداد کا صحیح علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے البتہ چند مشہور خلفاء کی ایک فہرست الدرا لمنظم میں ہے جو بہت طویل ہے اس میں سے ہم چند اسماء ذکر کرتے ہیں۔آپ کے تمام فرزندان گرامی آپ کے مرید وخلیفہ ہوئے علاوہ ازیں یہ حضرات معروف دہر ہیں۔

:حضرت شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی،حضرت شہاب الدین سہروردی،حضرت شیخ ابو مدین مغربی،حضرت شیخ ابو عمر عثمان بن مرزوق،حضرت شیخ ابو عبداللہ ،حضرت شیخ قضیب البیان موصلی،حضرت شیخ ابو الحسن علی بن ادریس یعقوبی،حضرت شیخ احمد بن مبارک بغدادی،حضرت شیخ ابو الفرح بغدادی،حضرت شیخ موفق الدین مقدسی،حضرت شیخ حسن بن مسلم بن حسن بن احمد یمنی حضرت امام ابن جوزی علیہم الرحمۃوغیرہ:

وصال پاک

آپ کے وصال کی تاریخ میں مؤرخین کا اختلاف ہے اور اس سلسلے میں ۸/۱۰/۱۱/۱۲/ربیع الثانی کا قول کتابوں میں پایا جاتا ہے البتہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ آپ کا وصال ماہ ربیع الثانی ۵۶۱ھ میں ہوا۔عام طور پر پوری دنیا میں گیارہ ربیع الثانی کو آپ کا عرس منایا جاتا ہے،لفظ ,,معشوق الٰہی،، سے سال وفات (۵۶۱) برآمد ہوتا ہے۔

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقامات عالیہ کی چند جھلکیاں

آپ کے مراتب رفیعہ اور مقامات عالیہ کو حیطہ بیان میں لانا قوت بشری سے باہر

ہے مبدائے فیاض نے آپ کی ذات کو بحر علم وعرفان میں غوطہ زن کر دیا تھا اور روز ازل سے ہی آپ کو سعادت مندوں کا سرخیل، عارفان حق کا سرتاج، عاشقان جمال الٰہی کا مقتدا اور اپنے محبوبان بارگاہ کے چنندہ افراد کی نگاہوں کا نور دل کا وسرور بنا دیا تھا، بڑے بڑے اولیاء کرام وخدا رسیدہ شخصیات نے سرخمیدہ ہو کر آپ کی شان وعظمت کا اعتراف کیا ہے، آپ کے حضور جبین عجز ونیاز جھکایا ہے اور آپ کے بحر عرفان وولایت سے خیرات لیا ہے جس کا تذکرہ ملت کے اکابر علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں کیا ہے یہاں ہم فتاویٰ رضویہ کی وہ عبارات پر ضیاء نقل کرتے ہیں جو سرکار جیلانی قدس سرہٗ النورانی کے مناقب پر مشتمل اس کے زریں صفحات پر جا بجا چمکدار موتیوں کے طرح جڑے ہوئے ہیں۔

روضة ماء نهرها سلسا　　دوحة سجع طيرها موزون
آں پر از لالہ ہائے رنگارنگ　　وایں پر از میوہ ہائے گوناگوں
باد در سایۂ درختانش
گستراند فرش بو قلموں

تمام سلاسل کے اولیائے کرام پر آپ قدس سرہٗ کی فضیلت

باستثنائے صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و کچھ تابعین عظام اور بعض اولیاء اللہ جو سرکار غوث سے قبل گزرے ہیں باقی دیگر اولیاء پر تا ظہور حضرت سیدنا امام مہدی سرکار غوث الوریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فضیلت حاصل ہے چنانچہ حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

ہاں وہ مسلک جو ہمارے نزدیک محقق ہے اور بشہادت اولیاء وشہادت سیدنا خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام و بمرویات اکابر ائمہ کرام ثابت ہے یہ ہی ہے کہ باستثناء انکے جن کی افضلیت منصوص ہے جیسے جملہ صحابہ کرام وبعض اکابر تابعین عظام کہ **:والذین اتبعوا احسان:** ہیں اور اپنے ان القاب سے ممتاز ہیں ولہذا اولیاء وصوفیہ ومشائخ ان الفاظ سے ان کی طرف ذہن نہیں جاتا اگر چہ وہ خود سرداران اولیاء ہیں، وہ کہ ان الفاظ سے مفہوم ہوئے ہیں حضور سیدنا غوث

اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں ہوں جیسے سائر اولیائے عشرہ کہ احیائے موتی فرماتے تھے خواہ حضور سے متقدم ہوں جیسے حضرت معروف کرخی و بایزید بسطامی وسید الطائفہ جنید وابو بکر شبلی وابو سعید خراز اگر چہ وہ خود حضور کے مشائخ ہیں اور جو حضور کے بعد ہیں جیسے حضرت خواجہ غریب نواز سلطان الہند وحضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی وحضرت سیدنا بہاؤ الملۃ والدین نقشبند اوان اکابر کے خلفاء ومشائخ وغیرہم: **قدس اللہ اسرارھم وافاض علینا برکتھم وانوارھم:** ضور سرکار غوثیت مدار بلا استثنا **ان سب سے اعلیٰ واکمل وافضل ہیں** اور حضور کے بعد جتنے اکابر ہوئے اور تا زمانہ سیدنا امام مہدی ہوں گے کسی سلسلہ کے ہوں یا سلسلہ سے جدا افراد ہوں غوث، قطب، امامین، اوتاد اربعہ، مبدلائے سبعہ، ابدال سبعین، نقبا، نجبا، ہر دورہ کے عظماء، کبرا سب حضور سے مستفیض اور حضور کے فیض سے کامل ومکمل ہیں (فتاویٰ رضویہ۔ج28،ص362)

الوہیت ہی احمد نے نہ پائی　　نبوت ہی سے تو عاطل ہے یا غوث
صحابیت ہوئی پھر تابعیت　　بس آگے قادری منزل ہے یا غوث
ہزاروں تابعی سے تو فزوں ہے　　وہ طبقہ مجملا فاضل ہے یا غوث
یہ چشتی، سہروردی، نقشبندی　　ہر اک تیری طرف مائل ہے یا غوث
مشائخ میں کسی کی تجھ پہ تفضیل　　بحکم اولیاء باطل ہے یا غوث

حضور غوث الاعظم مجتہد مطلق کی منزل پر فائز تھے

حضور غوث اعظم قدس سرہٗ بظاہر امام احمد ابن حنبل کے مقلد تھے باوجود یکہ آپ کو مجتہد مطلق کا درجہ حاصل تھا یہ اور بات ہے کہ آپ نے مستقل طور پر کسی جدید فقہی مذہب کی بنا نہیں ڈالی ہاں اپنے اجتہاد سے چاروں فقہی مسالک کو تحفظ وفروغ عطا کیا، مجدد اسلام فرماتے ہیں۔
حضور ہمیشہ سے حنبلی تھے اور بعد کو جب عین الشریعۃ الکبری تک پہنچ کر

منصب اجتہاد مطلق حاصل ہوا مذہب حنبل کو کمزور ہوتا ہوا دیکھ کر اس کے مطابق فتوی دیا کہ حضور محی الدین اور دین متین کے یہ چاروں ستون ہیں لوگوں کی طرف سے جس ستون میں ضعف آتا دیکھا اس کی تقویت فرمائی۔ واللہ تعالی اعلم (فتاوی رضویہ، ج۔26، ص433)

وہیں سے ابلتے ہیں ساتوں سمندر
جو تیری نہر کا ساحل ہے یا غوث

سرکار غوث اعظم نے دین اسلام کو حیات نو بخشی

اولیائے عظام قدس اللہ تعالیٰ اسرارہم کی ذوات مقدسہ کی برکتوں اور کوششوں سے دین اسلام کے باغ میں بہار اور اس کا گلشن مشکبار ہے، یہ بزرگان دین اپنے افعال و کردار اور علم وتقویٰ سے اسلام کے ظاہر و باطن کو خوب سنوارا اور اس کی ساخت کو مضبوطی عطا کی لیکن اس جہت سے سرکار پیران پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ رب العزت نے دین متین کی خصوصی خدمت لی ہے اور آپ کو محی الدین کے لقب سے نوازا ہے، چنانچہ فتاوی رضویہ میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ بہجۃ الاسرار کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

سند صحیح کے ساتھ بہجۃ الاسرار وغیرہ معتبرات میں روایت کی کہ: **آپ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا حضور! آپ کا لقب محی الدین کیسے ہوا؟** آپ نے جواب دیا میں ۵۱۱ھ میں اپنی کسی سیاحت سے جمعہ کے دن بغداد لوٹ رہا تھا اس وقت میرے پاؤں میں جوتے بھی نہ تھے راستہ میں ایک کمزور اور نحیف، رنگ بریدہ مریض آدمی پڑا ہوا ملا اس نے مجھے عبد القادر کہہ کر سلام کیا میں نے اس کا جواب دیا تو اس نے مجھے اپنے قریب بلایا اور مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بٹھا دیجئے۔ میرے بٹھاتے ہی اس کا جسم تر و تازہ ہو گیا صورت نکھر آئی اور رنگ چمک اٹھا مجھے اس سے خوف معلوم ہوا تو اس نے کہا مجھے پہچانتے ہو، میں نے لاعلمی ظاہر کی تو اس نے بتایا میں ہی دین اسلام ہوں اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے مجھے زندگی دی اور آپ محی الدین ہیں، میں وہاں سے جامع مسجد کی طرف چلا، ایک آدمی نے آگے بڑھ کر جوتے پیش کئے اور مجھے محی الدین کہہ کر پکارا،

میں نماز پڑھ چکا تو لوگ چہار جانب سے مجھ پر ٹوٹ پڑے میرا ہاتھ چومتے اور مجھے محی الدین کہتے، اس سے قبل مجھے کسی نے محی الدین نہیں کہا تھا (ایضا۔ ج28، ص258)

تو و حسینی حسنی کیوں نہ محی الدین ہو
اے خضر! مجمع بحرین ہے چشمہ تیرا
جان نصری یا محی الدین فانصر وانتصر
اے علی اے شہر یار مرتضیٰ امداد کن

نیند سے سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا

وہ نیند جس سے بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جائیں اور آدمی بالکل غافل ہو جائے تو باتفاق فقہاء اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن وہ نفوس قدسیہ جن کو سرور عالم ﷺ کی کامل اتباع و اطاعت کی برکت سے ایسا مقام حاصل ہوا کہ سوتے جاگتے کسی بھی لمحہ آن واحد کے لئے بھی ان کا دل اللہ عزوجل کی طرف سے غافل نہ ہوا ان کا وضو نیند سے نہ جائے۔ بے شک سرکار غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی باتباع حضور رحمت عالم ﷺ یہ رتبہ حاصل تھا کہ نیند سے آپ کا وضو نہیں ٹوٹتا تھا، جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے حضرت بحر العلوم فرنگی محلی علیہ الرحمہ کا قول نقل فرمانے کے بعد کہا کہ غیر نبی کے لئے بھی یہ شرعا جائز ہے۔

:قال المولی ملک العلماء بحر العلوم عبد العلی محمد رحمه الله تعالیٰ فی الارکان الاربعة ان قال احد ان کان فی اتباع رسول الله صلی الله علیه وسلم من بلغ رتبة لا یغفل فی نومه بقلبه انما تغفل عیناه بیمن اتباعه صلی الله تعالیٰ علیه وسلم کالشیخ الامام محی الدین عبد القادر الجیلانی قدس سرّه وغیره ممن وصل الی هذه الرتبة وان لم یصل مرتبته رضی الله تعالیٰ عنه لم یکن قوله بعیدا عن الصواب: ملک العلماء بحر العلوم مولانا عبد العلی نے فرمایا کہ اگر کہا جائے کہ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت سے حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی یہ مرتبہ تھا کہ حضور کا وضو سونے سے نہ جاتا، آنکھیں سوتیں دل بیدار رہتا اور اکابر اولیاء جو اس مرتبہ تک پہنچے ہوں اگرچہ حضور غوث اعظم کے مراتب تک نہیں پہنچ سکتے تو یہ کہنا حق سے بعید نہ ہوگا۔

اقول: لیس من الشرع حجر فی ذلک انہ لایجوز الا لنبی والامر فیہ وجدانی یعلمہ من یرزقہ فلا وجہ للانکار: اقول شریعت سے اس بارے میں کوئی روک نہیں کہ یہ نبی کے سوا اور کے لئے نہیں ہوسکتا۔ یہ معاملہ وجدان کا ہے جسے یہ نصیب ہو وہی اس سے آشنا ہوگا تو انکار کی کوئی وجہ نہیں (فتاوی رضویہ۔ج 01،ص 574)

سکر کے جوش میں جو ہیں وہ کیا جانیں
خضر کے ہوش سے پوچھے کوئی رتبہ تیرا

آسمان سے اترنے والے فرشتوں کا حضور غوث پاک سے مصافحہ کرنا

فرشتے نوری مخلوق ہیں انھیں عام انسان نہیں دیکھ سکتے لیکن انبیاء کرا علیہم السلام کے علاوہ اللہ تعالیٰ کے دیگر نیک بندے اور اولیاء اللہ بھی باذنہ تعالیٰ انھیں دیکھتے ہیں اور ان سے باتیں کرتے ہیں پھر حضور پرنور سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو فرشتوں کے بھی پیر ہیں جیسا کہ خود ارشاد فرماتے ہیں: **الانس لھم مشائخ والجن لھم مشائخ والملئکۃ لھم مشائخ وانا شیخ الکل:** اور آپ کی اس عظمت شان کا بیان بحوالہ بہجۃ الاسرار فتاوی رضویہ شریف کے اندر اس طرح مذکور ہے۔

امام ابوالحسن نورالدین علی قدس سرہ نے بسند خود حضرات عالیات سیّدنا سیف الدین عبدالوہاب وسیّدنا تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق ابنائے حضور پرنور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ روز جمعہ پنجم رجب ۵۴۳ھ کو حضرت شیخ بقا بن بطو قدس سرہ العزیز صبح تڑکے مدرسہ انور

حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں حاضر آئے اور ہم سے کہا مجھ سے پوچھتے نہیں کہ اس قدر اول وقت کیوں آیا! میں نے آج کی رات ایک نور دیکھا جس سے تمام آفاق روشن ہوگئے اور جمیع اقطار عالم کو عام ہوا اور میں نے اہل اسرار کے اسرار دیکھے کہ کچھ تو اس نور سے متصل ہوئے ہیں اور کچھ کسی مانع کے سبب اتصال سے رک گئے ہیں جو اس سے اتصال پاتا ہے اس کا نور دوبالا ہوجاتا ہے تو میں نے غور کیا کہ اس نور کا خزانہ ومنبع کیا ہے کہاں سے چمکا ہے ناگاہ کھلا کہ یہ نور حضور پرنور سیدنا شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صادر ہوا ہے اب میں نے اس کی حقیقت پر اطلاع چاہی تو معلوم ہوا کہ یہ حضور کے مشاہدے کا نور ہے کہ حضور کے نور قلب سے مقابل ہوکر ایک کی جوت دوسرے پر پڑی اور دونوں کی روشنی حضور کے آئینہ حال پر منعکس ہوئی اور یہ آپس میں ایک دوسرے کی جوت بڑھانے والے نوروں کے بقعے حضور کے مقام جمع سے منزلت قرب تک متصل ہوئے کہ سارا جہان اس سے جگمگا اٹھا اور جتنے فرشتے اس رات اُترے تھے سب نے حضور کے پاس آکر حضور سے مصافحہ کیا فرشتوں کے یہاں حضور کا نام پاک شاہد مشہود ہے (ایضا۔ج 07،ص 436)

ملائک کے بشر کے جن کے حلقے
تری ضو ماہ ہر منزل ہے یا غوث
ملک کے کچھ بشر کچھ جن کے ہیں پیر
تو شیخ عالی وسافل ہے یا غوث

حضور پرنور رضی اللہ عنہ کی شان فقاہت

مسائل فقہیہ میں بھی سرکار غوث اعظم قدس سرہٗ کو مجتہد مطلق کا منصب حاصل تھا لیکن اس قوت اجتہاد سے آپ نے مسالک اربعہ کو ہی تقویت بخشی اور چاروں مسالک کے مطابق فتوی

دیا ہاں خود حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کی تقلید فرمائی جیسا کہ سطور سابقہ میں اس کا ذکر ہو چکا۔ آپ کی بے مثال فقاہت کا راز فقہائے بغداد پر اس وقت عیاں ہوا جب وہاں کے چوٹی کے فقہاء مل کر کچھ فقہی سوالات قائم کر کے آپ کو آزمانے کے ارادے سے آپ کی مجلس وعظ میں پہنچے تھے اور پھر ان سب کو بارگاہ غوثیت سے ان کے سوالوں کے جوابات بھی ملے تھے عالم یہ کہ ان حضرات کو اپنا سوال زبان پر لانے کی ضرورت بھی نہ پڑی تھی البتہ جوابات کے ساتھ ساتھ اس بارگاہ عالی وقار میں جسارت کرنے کی انھیں سزا بھی ملی تھی جس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے۔

شیخ صالح ابوعبداللہ محمد حسینی نے حدیث بیان کی کہ میں نے شیخ عارف ابومحمد مفرج کو فرماتے سنا کہ جب حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شہرہ ہوا فقہائے بغداد سے سو فقیہ کہ فقاہت میں سب سے اعلیٰ اور ذہین تھے، اس بات پر متفق ہوئے کہ انواع علوم سے سو مختلف مسئلے حضور سے پوچھیں، ہر فقیہ اپنا جدا مسئلہ پیش کرے تاکہ انھیں جواب سے بند کر دیں، یہ مشورہ گانٹھ کر سو مسئلے الگ الگ چھانٹ کر حضور اقدس کی مجلس وعظ میں آئے، حضرت شیخ مفرج فرماتے ہیں میں اس وقت مجلس وعظ میں حاضر تھا جب وہ فقہاء آ کر بیٹھ گئے حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سر مبارک جھکایا اور سینہ انور کی ایک بجلی چمکی جو کسی کو نظر نہ آئی مگر جسے خدا نے چاہا اس بجلی نے ان سب فقیہوں کے سینوں پر دورہ کیا، جس جس کے سینے پر گزرتی ہے وہ حیرت زدہ ہو کر تڑپنے لگتا ہے۔ پھر وہ سب فقہاء ایک ساتھ سب چلانے لگے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور سر ننگے ہو کر منبر اقدس پر گئے اور اپنے سر حضور پرنور کے قدموں پر رکھے، تمام مجلس سے ایک شور اٹھا جس سے میں نے سمجھا کہ بغداد پھر ہل گیا، حضور پرنور ان فقیہوں کو ایک ایک کر کے اپنے سینہ مبارک سے لگاتے اور فرماتے تیرا سوال یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے، یونہی ان سب کے مسائل اور ان کے جواب ارشاد فرما دئے۔

جب مجلس مبارک ختم ہوئی تو میں ان فقیہوں کے پاس گیا اور ان سے کہا یہ تمھارا حال کیا ہوا تھا؟ بولے: **لما جلسنا فقدنا جمیع ما نعرفہ من العلم حتی کانہ نسخ منا فلم یمر بنا قط فلما ضمنا الی صدرہ رجع الی کل منا ما نزع عنہ من العلم ولقد ذکرنا مسائلنا التی ھیأنا حالہ وذکر فیھا اجوبتہ:** جب ہم وہاں بیٹھے جتنا آتا تھا دفعتہ سب ہم سے گم ہو گیا ایسا مٹ گیا کہ کبھی ہمارے پاس ہو کر نہ گزرا تھا، جب حضور نے ہمیں اپنے سینہ مبارک سے لگایا ہر ایک کے پاس اس کا چھینا ہوا علم پلٹ آیا، ہمیں وہ اپنے مسئلے بھی یاد نہ رہے تھے جو حضور کے لئے تیار کر کے لے گئے تھے۔ حضور نے وہ مسائل بھی ہمیں یاد دلائے اور ان کے وہ جواب ارشاد فرمائے جو ہمارے خیال میں بھی نہ تھے

(ایضاً۔ ج 21، ص 391)

نبی سے آخذ اور امت پر فائض
اُدھر قابل اِدھر فاعل ہے یا غوث
عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں
جمی ہر جا تری محفل ہے یا غوث

سرکار اقدس رضی اللہ عنہ کی شان جلالت

حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان جلالت اور رفعت وعلو مرتبت کا احاطہ کرنا قوت بشری سے بعید ہے آپ کو اللہ رب العزت نے اپنی قدرت وعجائبات کا مظہر بنایا تھا اور آپ ظاہر و باطن میں حضور رحمت عالم ﷺ کے سچے نائب اور دین اسلام کے تمام کمالات ظاہری و باطنی کے سچے امین وترجمان تھے آپ کے مقام و مرتبے کا ادنی سا اندازہ کوئی بس ان ہی جملوں سے کر سکتا ہے جن کا اظہار آپ نے اپنی زبان منبع فیض رحمٰن سے کیا ہے چنانچہ فتاویٰ رضویہ شریف میں ہے۔

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالی عنہ جب کوئی عظیم بات فرماتے اس کے بعد ارشاد فرماتے تم پر اللہ عزوجل کا عہد ہے کہ کہو حضور نے سچ کہا میں اس یقین سے کلام فرماتا ہوں جس میں اصلا کوئی شک نہیں میں کہلوایا جاتا ہوں تو کہتا ہوں اور مجھے عطا کرتے ہیں تو تقسیم فرماتا ہوں اور مجھے حکم ہوتا ہے تو میں کام کرتا ہوں اور ذمہ داری اس پر ہے جس نے مجھے حکم دیا اور خون بہا مددگاروں پر، تمھارا میری بات کو جھٹلانا تمھارے دین کے حق میں زہر ہلاہل ہے جو اسی ساعت ہلاک کردے اور اس میں تمھاری دنیا و آخرت کی بربادی ہے، میں تیغ زن ہوں، میں سخت کش ہو، اور اللہ تعالی تمھیں اپنے غضب سے ڈراتا ہے۔ اگر شریعت کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو میں تمھیں بتادیتا جو تم کھاتے ہو اور جو اپنے گھروں میں جمع رکھتے ہو، تم سب میرے سامنے شیشے کی طرح ہو، تمھارے فقط ظاہر ہی نہیں بلکہ جو کچھ تمھارے دلوں کے اندر ہے وہ سب ہمارے پیش نظر ہے اگر حکم الٰہی کی روک میری زبان پر نہ ہوتی تو یوسف کا پیمانہ خود بول اٹھتا کہ اس میں کیا ہے، مگر ہے یہ کہ علم عالم کے دامن سے لپٹا ہوا پناہ مانگ رہا ہے کہ راز کی باتیں فاش نہ فرمائے۔ اے میرے آقا! آپ نے سچ فرمایا!! قسم خدا کی اللہ عزوجل کے نزدیک اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق آپ بڑے سچے ہیں، آپ پر بھی اللہ کی رحمت و برکت اور سلام ہو (ایضا۔ج 21، ص 394)

تری عزت تری رفعت ترا فضل
بفضلہ افضل و فاضل ہے یا غوث
ترے جلوے کے آگے منطقہ سے
مہ و خور پر خط باطل ہے یا غوث

آپ کی بے مثال سخاوت

حضور پرنور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مبارک گلشن کے گل سرسبد تھے جس کا خمیر آب جود و کرم سے ایسا گوندھا گیا تھا کہ اس کی شاخیں سخاوت و بندہ پروری کے پھول و کلیوں سے ہمیشہ لدی رہتی ہیں اور گزرنے والی ہوائیں اس کے پیغام عطا و بخشش کو اکناف عالم میں پھیلاتی رہتی ہیں۔ چنانچہ آپ کے جود و سخا اور داد و دہش کا چرچہ آج بھی زبان زد خاص و عام ہے کہ لباس بہت عمدہ زیب تن فرماتے اور پھر اتار کر ضرورت مندوں کو دے دیتے، کھانا تناول فرماتے تو دسترخوان پر عوام و خواص سمیت محتاجوں اور فقیروں کے ساتھ تشریف فرما ہوتے اسی طرح مسکینوں، حاجت مندوں، مسافروں اور اہل علم و طالب علموں پر عطا و بخشش کا دریا بہادیتے یہاں تک حاجت مند لوگ وقت کے خلیفہ کے دربار میں جانے کی بجائے آپ کی چوکھٹ کرم پر بھیر لگائے رہتے۔ سرکار سیدی اعلیٰ حضرت نے آپ کی بے مثال سخاوت کا یہ واقعہ رقم فرمایا ہے۔

شریف ابوعبداللہ محمد بن الخضر الحسینی نے حدیث بیان کی، کہا ہم سے والد نے فرمایا میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا حضور نے ایک فقیر شکستہ دل دیکھا، فرمایا تیرا کیا حال ہے؟ عرض کی آج میں کنارہ دجلہ پر گیا ملاح سے کہا مجھے اس پار لے جا، اس نے نہ مانا، محتاجی کے سبب میرا دل ٹوٹ گیا، فقیر کی بات ابھی پوری نہ ہوئی تھی کہ ایک صاحب ایک تھیلی میں تیس اشرفیاں حضور کی نذر لائے حضور نے فقیر سے فرمایا یہ لو اور جا کر ملاح کو دو اور اس سے کہنا کبھی کسی فقیر کو نہ پھیرے اور حضور نے اپنا قمیص مبارک اتار کر اس فقیر کو عطا فرمایا وہ اس سے بیس اشرفیوں کو خریدا گیا (ایضا۔ج 13، ص 601)

طلب کا منہ تو کس قابل ہے یا غوث
مگر تیرا کرم کامل ہے یا غوث

باب چہارم

کرامات غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کھائی ہوئی مرغی کو حسب سابق زندہ فرمادینا

اللہ رب العزت نے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام قدست اسرارہم کو یہ قوت باطنی اور تصرف روحانی بخشا ہے کہ وہ اس کے حکم سے مردوں کو زندہ فرمادیتے ہیں اور مادرزاد اندھے ومبروص کو شفا عطا کرتے ہیں جس کا ثبوت قرآن مجید کی اس آیت میں موجود ہے۔

وَ اُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ: (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا) اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سپید داغ والے کو اور میں مُردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے (آل عمران۔49)

اور اولیاء کرام میں بھی بہت سی ہستیوں کو احیاء موتیٰ واعطائے شفا کا رتبہ حاصل تھا پھر سرکار غوث پاک تو غوث الاغواث تھے آپ کو سرکار دو عالم ﷺ کی نیابت کاملہ حاصل تھی جس کی برکتوں سے آپ نے متعدد بار مردے زندہ فرمائے اسی طرح آپ کے جلال کا تاب نہ لاکر ایک اڑتی ہوئی چیل دو پارہ ہوکر زمین پر گر پڑی اور آپ نے اسے پھر سے زندہ فرمادیا نیز ایک نابینا ومفلوج امیر زادہ کو آن واحد میں صحت وتندرستی کی نعمت سے مالا مال فرمادیا جیسا کہ اس سلسلے میں سرکار امام اہلسنت نے بہجۃ الاسرار سے یہ روایتیں نقل فرمائیں۔

ایک بی بی اپنا بیٹا خدمت اقدس سرکار غوثیت میں چھوڑ گئیں کہ اس کا دل حضور سے گرویدہ ہے میں اللہ کے لئے اور حضور کے لئے اس پر اپنے حقوق سے درگزری، حضور نے اسے قبول فرما کر مجاہدے پر لگادیا ایک روز اس کی ماں آئیں دیکھا لڑکا بھوک اور شب بیداری سے بہت زار نزار زرد رنگ ہوگیا

ہے اور اسے جَو کی روٹی کھاتے دیکھا، جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئیں دیکھا حضور کے سامنے ایک برتن میں مرغی کی ہڈیاں رکھی ہیں جسے حضور نے تناول فرمایا ہے، عرض کی اے میرے مولی! حضور تو مرغ کھائیں اور میرا بچہ جَو کی روٹی۔ یہ سن کر حضور پرنور نے اپنا دست اقدس ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: قومی باذن اللہ تعالیٰ الذی یحیی العظام: جی اٹھ اللہ کے حکم سے جو بوسیدہ ہڈیوں کو جِلائے گا۔ یہ فرمانا تھا کہ مرغی فوراً زندہ صحیح سالم کھڑی ہوکر آواز کرنے لگی، حضور اقدس نے فرمایا: جب تیرا بیٹا ایسا ہوجائے وہ جو چاہے کھائے (ایضا۔ج28،ص376)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا

چیل کا دوپارہ ہوجانا پھر آپ کی توجہ سے زندہ ہوکر اڑجانا

ایک بار حضور کی مجلس وعظ پر ایک چیل چلّاتی ہوئی گزری اس کی آواز سے حاضرین کے دل مشوش ہوئے حضور نے ہوا کو حکم دیا: اس چیل کا سر لے! فوراً چیل ایک طرف گری اور اس کا سر دوسری طرف۔ پھر حضور نے کرسی وعظ سے اتر کر اس چیل کو اٹھا کر اس پر دست اقدس پھیرا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا فوراً وہ چیل زندہ ہوکر سب کے سامنے اڑتی چلی گئی۔

قادر اقدرت تو داری ہر چہ خواہی آں کنی
مردہ را اجانے دہی وزندہ را بے جاں کنی (ایضا)

مادرزاد نابینا ومفلوج شخص کو تندرست کردینا

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں اور شیخ علی میتی حضرت غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مدرسہ میں تھے کہ اتنے میں بغداد کے ایک بزرگ تشریف لائے اور انہوں نے عرض کی اے آقا (غوث اعظم) آپ کے جدّ امجد رسول

اللہ ﷻ نے فرمایا کہ جو دعوت دے اس کی دعوت قبول کی جائے، لو میں آپ کو اپنے گھر کے لئے دعوت دیتا ہوں تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا، یہ فرما کر آپ نے کچھ دیر سر مبارک کو جھکایا پھر فرمایا میں آرہا ہوں آپ گھوڑے پر سوار ہوئے شیخ علی ہیتی نے دایاں رکاب اور میں نے بایاں رکاب پکڑا حتی کہ ہم سب اس شیخ کے گھر پہنچے تو وہاں پر بغداد کے مشائخ اور علما اور خاص لوگ موجود تھے دسترخوان بچھایا گیا جس پر مختلف قسم کی نعمتیں موجود تھیں اور ایک بھاری بوجھل تابوت کو دس آدمی اٹھائے ہوئے لائے جو اُوپر سے ڈھانپا ہوا تھا وہ دسترخوان کے قریب ایک طرف رکھ دیا گیا، اس کے بعد صاحب خانہ شیخ نے کھانا کھانے کو کہا تو حضرت غوث اعظم نے سر مبارک جھکایا نہ خود کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی ہمیں کھانے کی اجازت دی اور کسی نے بھی نہ کھایا جبکہ تمام اہل مجلس ایسے خاموش سر جھکائے ہوئے تھے جیسے کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ حضرت نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ فرمایا کہ اس تابوت کو میرے سامنے لاؤ، وہ بھاری تابوت ہم نے اٹھا کر آپ کے سامنے رکھ دیا پھر آپ نے فرمایا اس پر سے کپڑا ہٹاؤ، جب ہم نے دیکھا وہ اس شخص کا لڑکا تھا جو مادر زاد نابینا اور مفلوج تھا تو حضرت نے اس لڑکے کو حکماً فرمایا قم باذن اللہ معافی (اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ عافیت والے ہو کر) وہ لڑکا فوراً تندرست حالت میں کھڑا ہو گیا جیسا کہ اسے کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ اس کے بعد حضرت حاضرین میں سے اُٹھ کر پوری جماعت کے ساتھ باہر تشریف لے گئے اور کچھ نہ کھایا۔ اس کے بعد میں شیخ ابوسعید قیلوی کے پاس گیا اور ان کو میں نے یہ تمام قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست اور مُردے کو زندہ اللہ کے اذن سے کرتے ہیں (ایضاً ص598)

حکم نافذ ہے ترا خامہ ترا سیف تری
دم میں جو چاہے کرے دور ہے شاہا تیرا
مرغ سب بولتے ہیں بول کر چپ رہتے ہیں
ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا

آپ کی نعلین شریفین کا کمال

ابوالعفاف موسیٰ بن بقاعی نے ۶۶۳ھ میں شہر قاہرہ میں حدیث بیان کی کہ ہمیں میرے والد ماجد عارف باللہ ابوالمعانی عثمان نے ۶۱۴ھ میں شہر دمشق میں خبر دی کہ ہمیں دو ولی کامل حضرت ابوعمرو عثمان صریفینی وحضرت ابومحمد عبدالحق حریمی نے ۵۵۹ھ میں بغداد مقدس میں خبر دی کہ ہم ۳ر صفر روز یک شنبہ ۵۵۵ھ میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار میں حاضر تھے حضور نے وضو کر کے کھڑاویں پہنیں اور دو رکعتیں پڑھیں بعد سلام ایک عظیم نعرہ فرمایا اور ایک کھڑاؤں ہوا میں پھینکی پھر دوسرا نعرہ مارا اور دوسری کھڑاؤں پھینکی وہ دونوں ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئیں پھر تشریف رکھی، ہیبت کے سبب کسی کو پوچھنے کی جرأت نہ ہوئی، ۲۳ر دن کے بعد عجم سے ایک قافلہ حاضر بارگاہ ہوا اور کہا: **ان معنا للشیخ نذرا**: ہمارے پاس حضور کی ایک نذر ہے: **فاستأذناہ فقال خذوہ منہم**: ہم نے حضور سے اس نذر کے لینے میں اذن طلب کیا حضور نے فرمایا لے لو، انہوں نے ایک من ریشم اور خز کے تھان اور سونا اور حضور کی وہ کھڑاویں جو اس روز ہوا میں پھینکی تھیں پیش کیں، ہم نے ان سے کہا یہ کھڑاویں تمہارے پاس کہاں سے آئیں؟ کہا ۳ر صفر روز یک شنبہ ہم سفر میں تھے کہ کچھ راہزن جن کے دو سردار تھے ہم پر آپڑے ہمارے مال لوٹے اور کچھ آدمی قتل کئے اور ایک نالے میں تقسیم کو اترے، نالے کے کنارے ہم تھے: **فقلنا لو ذکرنا الشیخ**

عبدالقادر فی هذاالوقت ونذر نالہ شیئا من اموالنا ان سلمنا: ہم نے کہا بہتر ہو کہ اس وقت ہم حضور غوث اعظم کو یاد کریں اور جنات پانے پر حضور کے لئے کچھ مال نذر مانیں، ہم نے حضور کو یاد کیا ہی تھا کہ دو عظیم نعرے سنے جن سے جنگل گونج اٹھا اور ہم نے راہزنوں کو دیکھا کہ ان پر خوف چھا گیا ہم سمجھے ان پر کوئی اور ڈاکو آپڑے یہ آ کر ہم سے بولے، آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو ہم پر کیا مصیبت پڑی، ہمیں اپنے دونوں سرداروں کے پاس لے گئے ہم نے دیکھا وہ مرے پڑے ہیں اور ہر ایک کے پاس ایک کھڑاؤں پانی سے بھیگی رکھی ہے ڈاکوؤں نے ہمارے سب مال پھیر دئے اور کہا اس واقعہ کی کوئی عظیم الشان خبر ہے (ایضا۔ج13،ص599)

بحر و بر شہر و قری سہل و حزن دشت و چمن
کون سے چک پہ پہنچتا نہیں دعویٰ تیرا

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کو علم لدنی عطا فرمانا

علم لدنی ایک ایسا علم ہے جو بغیر کسب و محنت کے بارگاہ الٰہی سے بندے کو بطور الہام عطا ہوتا ہے قرآن مجید میں علم لدنی کا ثبوت موجود ہے، اللہ رب العزت ارشاد فرماتا ہے۔

:فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَا اٰتَيْنٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰهُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا: تو ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ پایا جسے ہم نے اپنے پاس سے رحمت دی اور اسے اپنا علم لدنی عطا کیا (الکہف۔65)

اس آیت کی تفسیر میں علم لدنی کی تعریف کرتے ہوئے علامہ بغوی فرماتے ہیں۔

:أی علم الباطن الهاما: حضرت صدرالافاضل فرماتے ہیں: یعنی غیوب کا علم، مفسرین نے فرمایا علمِ لدنی وہ ہے جو بندہ کو بطریق الہام حاصل ہو (خزائن العرفان)

اور علم لدنی کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو موافق شرع نہ ہو دوسرا جو موافق شرع ہو اول کو

شیطانی اور ثانی کو رحمانی کہتے ہیں جیسا کہ حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ امام قسطلانی اور علامہ عبدالغنی نابلسی رحمہما اللہ تعالیٰ کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

:العلم اللدنی نوعان لدنی رحمانی ولدنی شیطانی والمحک هو الوحی ولا وحی بعد رسول الله ﷺ: یعنی علم لدنی دو قسم پر ہے رحمانی اور شیطانی اور ان کے پہچاننے کا معیار وحی ہے کہ جو اس کے مطابق ہے رحمانی ہے اور جو اس کے خلاف ہے شیطانی ہے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد وحی نہیں کہ کوئی کہے میرا یہ علم وحی جدید کے مطابق ہے (فتاویٰ رضویہ۔ج15،ص728)

لہذا اولیائے کرام کثرہم اللہ تعالیٰ جو اللہ رب العزت کے راز و علم کے امین ہوتے ہیں ان کا علم وحی ربانی کے موافق ہوتا ہے ہاں کسی بندۂ خاص کو یہ علم بوسیلۂ مصطفیٰ ﷺ براہ راست بارگاہ علام الغیوب سے عطا ہو جاتا ہے اور بہت سے بندے کو یہ نعمت علم کسی اللہ والے کی توجہ اور تاثیر نگاہ کے طفیل میسر آتی ہے اور دلائل و شواہد بتاتے ہیں کہ سرکار سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عند اللہ وہ مقام حاصل تھا کہ آپ جس کو جو عطا فرمانا چاہتے عطا فرما دیتے اور رب تعالیٰ آپ کی ہر چاہت کو فورا پورا فرما دیتا یہاں تک کہ علم لدنی بھی آپ کے فیضان نگاہ سے مرحمت ہو جاتا تھا۔ اس سلسلے میں بطور ثبوت حسب ذیل واقعہ کافی ہے۔

شیخ الشیوخ شہاب الحق والدین عمر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سردار سلسلہ سہروردیہ نے خبر دی کہ مجھ علم کلام کا بہت شوق تھا، میں نے اس کی کتابیں از برحفظ کر لی تھیں اور اس میں خوب ماہر ہو گیا تھا میرے عم مکرم پیر معظم حضرت سیدی نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھ کو منع فرماتے تھے اور میں باز نہ آتا تھا ایک روز مجھے ساتھ لے کر بارگاہ غوثیت پناہ میں حاضر ہوئے، راہ میں مجھ سے فرمایا: اے عمر! ہم اس وقت اس کے حضور حاضر ہونے کو ہیں جس کا دل اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دیتا ہے دیکھو ان کے سامنے باحتیاط حاضر ہونا کہ ان کے دیدار سے برکت پاؤ۔ جب ہم حاضر بارگاہ

ہوئے میرے پیر نے حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی اے میرے آقا! یہ میرا بھتیجا علم کلام میں آلودہ ہے میں منع کرتا ہوں، نہیں مانتا!! حضور نے مجھ سے فرمایا اے عمر! تم نے علم کلام میں کون سی کتاب حفظ کی ہے؟ میں نے عرض کی فلاں فلاں کتابیں! حضور نے دست مبارک میرے سینے پر پھیرا، خدا تعالیٰ کی قسم! ہاتھ ہٹانے نہ پائے تھے کہ مجھے ان کتابوں سے ایک لفظ بھی یاد نہ رہا اور ان کے تمام مطالب اللہ تعالیٰ نے مجھے بھلا دیئے، ہاں! اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں فوراً علم لدنی بھر دیا تو میں حضور کے پاس سے علم الٰہی کا گویا ہو کر اٹھا اور حضور نے مجھ سے فرمایا ملک عراق میں سب سے پہلے نامور تم ہو گے یعنی تمھارے بعد عراق بھر میں کوئی اس درجہ شہرت کو نہ پہنچے گا۔ اس کے بعد امام شیخ الشیوخ سہروردی فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بادشاہ طریق ہیں اور تمام عالم میں یقیناً تصرف فرمانے والے رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

پھر امام مذکور بسند خود حضرت شیخ نجم الدین تفلیسی رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت فرماتے ہیں میرے شیخ حضرت شیخ الشیوخ نے مجھے بغداد مقدس میں چلے میں بٹھایا تھا، چالیسویں روز میں واقعہ میں کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت شیخ الشیوخ ایک بلند پہاڑ پر تشریف فرما ہیں اور ان کے پاس بکثرت جواہر ہیں اور پہاڑ کے نیچے انبوہ کثیر جمع ہے حضرت شیخ پیمانے بھر بھر کر وہ جواہر خلق پر پھینکتے ہیں اور لوگ لوٹ رہے ہیں جب جواہر کمی پر آتے ہیں خود بخود بڑھ جاتے ہیں گویا چشمے سے ابل رہے ہیں، دن ختم کر کے میں خلوت سے باہر نکلا اور حضرت شیخ الشیوخ کی خدمت میں حاضر ہوا کہ جو دیکھا تھا عرض کرو! میں کہنے نہ پایا تھا کہ حضرت شیخ نے فرمایا جو تم نے دیکھا وہ حق ہے اور اس جیسے کتنے ہیں یعنی صرف اتنے ہی جواہر نہیں جو تم نے دیکھے بلکہ اتنے اتنے اور بہت سے

ہیں۔ یہ وہ جواہر ہیں کہ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے علم کلام کے بدلے میرے سینے میں بھر دیئے ہیں رضی اللہ عنہم (ایضاً۔ ج 21، ص 390)

ترا ذرہ مہ کامل ہے یا غوث
ترا قطرہ یم سائل ہے یا غوث
کوئی سالک ہے یا واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو ترا سائل یا غوث
بدل یا فرد جو کامل ہے یا غوث
ترے ہی در سے مستکمل ہے یا غوث

خلائق کے دلوں پر قبضہ وتصرف

اولیائے کرام کے تصرفات ان کی کرامات کا حصہ ہیں اور کرامت اولیاء اللہ بالکل برحق ہے جس کا ثبوت متعدد آیات قرآنیہ سے مل سکتا ہے مثلاً حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا کا تخت بلقیس کو آن واحد میں ان کی بارگاہ میں حاضر کر دینا جس کا بیان اس آیت کریمہ کے اندر ہے۔

قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اُسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے پھر جب سلیمان نے اس تخت کو اپنے پاس رکھا دیکھا کہا یہ میرے رب کے فضل سے ہے (النمل۔ 40)

اس سے بخوبی یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کی امت کے ایک ولی کے تصرف و کرامت کا یہ عالم ہے تو امت محمدیہ ﷺ کے اولیاء کے تصرف کی قوت کا کیا عالم ہوگا اور پھر وہ ہستی جو اولیاء کرام کا سردار غوث الاغواث اور قطب الاقطاب کے سب سے اونچے درجے پر فائز ہو ان کے روحانی کمالات اور تصرفات کی حد کیا ہوگی؟ لاریب وہ کامل واکمل

ہستی جو غوثیت کبریٰ کی منزل پر فائز ہو اس کو اگر انسانی قلوب و اذہان پر تصرف و اختیار حاصل ہو تو اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں بلکہ بحکم اولیاء یہ ثابت ہے کہ غوث کو اللہ رب العزت ظاہری و باطنی امور پر ایسا تصرف و اختیار عطا فرماتا ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر ذرہ بھی حرکت نہیں کرتا۔ چنانچہ حضور پرنور سرکار غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو باذنہ تعالیٰ اشیاء کائنات و خلائق کے قلوب پر بھی کمال تصرف حاصل تھا جیسا کہ سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ رقم فرماتے ہیں۔

امام اجل عارف اکمل سیدی عمر بزار نے خبر دی کہ میں ۱۵ / جمادی الآخرہ ۵۵۶ھ روز ہ جمعہ کو حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمرا جامع مسجد کو جاتا تھا، راہ میں کسی شخص نے حضور کو سلام نہ کیا تو میں نے اپنے جی میں کہا سخت تعجب ہے ہر جمعہ کو تو خلائق کا حضور پر وہ اژدحام ہوتا تھا کہ ہم مسجد تک بمشکل پہنچ پاتے تھے آج کیا واقعہ ہے کہ کوئی سلام تک نہیں کرتا! یہ بات ابھی میرے دل میں پوری آنے بھی نہ پائی تھی کہ حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبسم فرماتے ہوئے میری طرف دیکھا اور معا لوگ تسلیم و مجرا کے لئے چاروں طرف سے دوڑ پڑے یہاں تک کہ میرے اور حضور کے بیچ میں حائل ہو گئے، میں اس ہجوم میں حضور سے دور رہ گیا، میں نے اپنے جی میں کہا کہ اس حالت میں تو وہی پہلا حال اچھا تھا یعنی دولت قرب تو نصیب تھی! یہ خطرہ میرے دل میں آتے ہی معا حضور نے میرے طرف پھر کر دیکھا اور تبسم فرمایا اور ارشاد کیا اے عمر! تم ہی نے اس کی خواہش کی تھی: **اوما علمت ان قلوب الناس بیدی ان شئت صرفتها عنی وان شئت اقبلت بها الی**: یعنی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں چاہوں تو اپنی طرف سے پھیر دوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں: **رضی الله تعالیٰ عنه ورحمنا به وجعلنا له وبه الیه ولم یقطعنا بجاهه لدیه آمین**: یہ حدیث کریم (مذکورہ بالا) بعینہ انھیں

الفاظ سے مولانا علی قاری علیہ رحمۃ الباری نے نزہۃ الخاطر الفاتر شریف میں ذکر کی۔ عارف باللہ سیدی نور الملۃ والدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں اس حدیث کو لاکر ارشاد اقدس کا ترجمہ یوں تحریر فرماتے ہیں: ندانستی کہ دلہائے مردماں بدست من است اگر خواہم دلہائے ایشاں را زخود بگردانم واگر خواہم روئے درخود کنم: تو نہیں جانتا کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہے اگر چاہوں تو ان لوگوں کے قلوب از خود پھیر دوں اور اگر چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کرلوں (ایضا۔ 392)

تصوف تیرے مکتب کا سبق ہے
تصرف پر ترا عامل ہے یا غوث
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے
تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یا غوث

آن واحد میں قطب بنا دینا

ازیں قبل یہ بات گزر چکی کہ غوثیت کبریٰ ایک ایسا عظیم منصب ہے کہ ولایت کے جملہ درجے اس کے نیچے ہیں کیونکہ غوث اکبر حضور سید العالمین ﷺ کے قدم بقدم ہوتا ہے جو براہ راست حضور رحمت عالم ﷺ سے اخذ فیض کرتا ہے اور دوسروں کو عطا کرتا ہے چنانچہ زمانے میں جس کو نعمت ملتی ہے یہاں تک ولایت و قطبیت بھی غوث ہی کے توسط سے ملتی ہے اور بغیر غوث کے زمین و آسمان قائم نہیں رہ سکتے اس امر پر اولیاء اللہ کا اتفاق ہے۔ اسی طرح غوث کے دائرۂ اختیار میں مختلف روحانی عہدے پر عزل و نصب کی ذمہ داری بھی ہوتی ہے اور روئے زمین پر اگر کسی جگہ کا قطب انتقال کر جاتا ہے تو غوث وقت فورا اس کی جگہ جس کو چاہتا ہے اس لائق بنا کر فائز کر دیتا ہے۔ حضور پرنور سرکار غوث الثقلین جو ہنوز مسند غوثیت کبریٰ کی زینت

ہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے آپ کو وہ قوت وتصرف حاصل ہے کہ چاہیں تو آن واحد میں کافر کو مومن بنا کر مرتبۂ قطبیت تک پہنچادیں جیسا کہ درج ذیل واقعہ سے عیاں ہے۔

حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نصرانی کے گھر تشریف لے جا کر اسے سوتے سے جگا کر کلمہ پڑھنے کا حکم دیا اس نے فوراً پڑھ لیا۔ فرمایا: فلاں جگہ کا قطب مرگیا ہے ہم نے تجھے قطب کیا۔ نیز ایک بار ایک نصرانی کو کلمہ پڑھا کر اسی وقت ابدال میں سے کر دیا

(ایضا۔ج26،ص564)

نبی سے آخذ اور امت پر فائض
اُدھر قابل اِدھر فاعل ہے یا غوث
کئے ترسا وگبر اقطاب وابدال
یہ محض اسلام کا سائل ہے یا غوث

آپ کے لئے حضور ﷺ کا قبر انور سے دست پاک ظاہر فرمانا

ولی کی ولایت نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کا پرتو ہے جیسا کہ سرکار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد پاک ہے۔

:الولاية ظل النبوة والنبوة ظل الالهية و كرامة الولى استقامة فعل على قانون قول النبي ﷺ: ولایت پرتو نبوت ہے اور نبوت پرتو الوہیت، اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قول کے قانون پر ٹھیک اُترے (فتاویٰ رضویہ۔ج21،ص536)

اس کی مثال جیسے روشن سورج کے آگے صاف وشفاف آئینہ رکھا ہو تو سورج اپنے مکمل آب وتاب کے ساتھ اس میں نظر آتا ہے اور آئینے سے نکلنے والی کرنیں جس پر پڑتی ہیں اس کو روشن کر دیتی ہیں اور اگر آئینہ سے سورج کا ربط وضبط منقطع ہوجائے تو وہ خود بے نور ہوجاتا ہے ٹھیک اسی طرح اولیاء اللہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور سید المرسلین ﷺ کی بارگاہ عالی وقار میں

رہتے ہیں اور اسی ذات مظہر ذوالجلال سے فیض کشید کر کے ہمیں منور وتجلی کرتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حضور شہنشاہ خوباں ﷺ کا جمال جہاں آرا ہر دم اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتا ہے اور حضور شہنشاہ مدینہ سرور قلب وسینہ اپنے کسی نہ وصف کے ساتھ ان مشتاقان دید کو اپنا دیدار فیض انوار سے نوازتے رہتے ہیں اگر چہ روحانی طور پر ہی سہی لیکن اولیاء کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کچھ ایسے مقرب بارگاہ ہوتے ہیں جن کو عالم اجسام وبیداری میں حضور رحمت عالم ﷺ اپنی زیارت پاک سے مشرف فرماتے ہیں اور اس سلسلے میں اولیاء کرام سے بے شمار روایات مروی ہیں مثلاً حضرت امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ نے عالم بیداری میں سرکار دو جہاں ﷺ کی متعدد بار زیارت فرمائی۔ سرکار اعلیٰ حضرت لکھتے ہیں۔

اسی طرح خاتمِ حفاظ الحدیث امام جلیل جلال الملّۃ والدّین سیوطی قدس سرہ العزیز پچھہتر ۷۵ بار بیداری میں جمالِ جہاں آرائے حضور پُرنور سید الانبیا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بہرہ ور ہُوئے بالمشافہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تحقیقاتِ حدیث کی دولت پائی بہت احادیث کی کہ طریقہ محدثین پر ضعیف ٹھہر چکی تھیں تصحیح فرمائی جس کا بیان عارف ربانی امام العلامہ عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ النورانی کی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے

(ایضا۔ج05،ص493)

نیز کبیر الاولیاء حضرت سیدنا احمد کبیر رفاعی قدس سرہٗ کے بارے میں مشہور ہے کہ جب آپ بارگاہ رسالت ﷺ میں بقصد زیارت پہنچے اور حاضر بارگاہ ہو کر استغاثہ پیش کیا تو حضور سید عالم ﷺ نے اپنا دست مبارک قبر انور سے باہر فرمادیا اور حضرت رفاعی قدس سرہٗ نے بوسہ دیا اسی طرح سرکار غوث الاغواث حضور پیران پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ آپ کو بارگاہ رسالت میں یہ مقام وقرب بدرجۂ اتم حاصل تھا جب آپ اپنے جد کریم امام الانبیاء علیہ افضل الصلوات والتسلیم کی بارگاہ میں تمنائے دید لئے باریاب ہوئے اور انہی الفاظ میں اپنا مدعا پیش کیا تو روضۂ اطہر سے چارہ ساز دردمنداں تسکین قلب وجاں حضور رحمت عالمیاں ﷺ نے اپنے دستہائے پاک باہر

فرمادیئے اور حضور غوث الثقلین قدس سرہٗ نے ان بندہ نواز دستہائے مبارکہ کو بوسہ دیا اور اپنے سر پہ لیا چنانچہ سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ لکھتے ہیں۔

حضرت ممدوح قدس سرہ الشریف کا روضۂ انور سید اطہر ﷺ پر حاضر ہونا اور یہ اشعار عرض کرنا۔

فی حالة البعد روحی کنت ارسله
تقبل الارض عنی و هی نائبتی
و هذه دولة الاشباح قد حضرت
فامد یمینک کی تحظی بها شفتی

اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک روضۂ انور سے باہر کرنا اور حضرت احمد رفاعی کا اس کے بوسہ سے مشرف ہونا مشہور و ماثور ہے

:تنویر الحلک فی امکان رؤیة النبی والملک للامام الجلیل السیوطی میں هے: لما وقف سید احمد الرفاعی تجاه الحجرة الشریفة قال:

فی حالة البعد روحی کنت ارسلها
تقبل الارض عنی و هی نائبتی
وهذه دولة الاشباح قد حضرت
فامد یمینک کی تحظی بها شفتی

فخرجت الیه الید الشریفة فقبلها: جب میرے سردار احمد رفاعی حجرہ شریفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تو یوں کہا: جب میں دور ہوتا تو اپنی روح کو بھیجتا تھا جو میری نائب ہو کر میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی، یہ زیارت کا وقت ہے میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میری ہونٹ دست بوسی کی سعادت پائیں۔ چنانچہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ

مبارک آپ کی طرف نکلا جس کو آپ نے چوما۔ اور بعینہٖ یہی کرامت جلیلہ حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی مذکور و مزبور ہے۔

کتاب تفریح الخاطر مناقب الشیخ عبد القادر میں ہے: ذکروا ان الغوث الاعظم رضی الله تعالیٰ عنه جاء مرة الی المدینة المنورة وقرأبقرب الحجرة الشریفة هٰذین البیتین (فذکرهما کما مر وقال) فظهرت یده ﷺ فصافحها ووضعها علی رأسه رضی الله تعالیٰ عنه: یعنی راویوں نے ذکر کیا کہ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ایک بار حاضر سرکار مدینۂ نور بار ہو کر روضۂ انور کے قریب وہ دونوں شعر پڑھے اس پر حضور اقدس ﷺ کا دست انور ظاہر ہوا حضرت غوث نے مصافحہ کیا اور بوسہ لیا اور اپنے سر مبارک پر رکھا (ایضا۔ ج28، ص370)

تو ہے وہ غوث کہ ہر غوث ہے شیدا تیرا
تو ہے وہ غیث کہ ہر غیث ہے پیاسا تیرا

آپ کی توجہ خاص سے ایک ولی کو مقام قطبیت ملنا

مقام قطبیت کے حوالے سے تفصیل گزر چکی کہ وہ اس منصب پر فائز ہونے والا اپنے وقت تمام ولیوں کا سربراہ ہوتا ہے اور سرکار غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مرتبہ عند اللہ وہ رتبہ حاصل ہے کہ اس منصب پر جس کو چاہتے ہیں فائض فرمادیتے ہیں جیسا کہ بہجۃ الاسرار سے فتاویٰ رضویہ میں منقول ہے۔

ایک روز عارف باللہ محمد بن محفوظ اور دس حضرات اور طالبان آخرت اور تین شخص طالبان وزارت وغیرہا مناصب دنیا حاضر بارگاہ عالم پناہ سرکار غوثیت تھے حضور نے ارشاد فرمایا ہر ایک اپنی حاجت عرض کرے میں اسے عطا فرماؤں! سب نے اپنی اپنی دینی و دنیوی مرادیں عرض کیں، ان میں شیخ خلیل

صرصری کی عرض یہ تھی کہ میں اپنی زندگی میں مرتبۂ قطبیت پاؤں۔حضور نے فرمایا ہم ان کی اور انکی سب کی مدد کرتے ہیں رب کی عطا سے اور تیرے رب کی عطا پر روک نہیں۔عارف موصوف فرماتے ہیں خدا کی قسم جس نے جو مانگا تھا پایا (ایضاً ص372)

کوئی سالک ہے واصل ہے یا غوث
وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یا غوث

امرگی کی وبا کا بغداد معلیٰ میں کبھی داخل نہ ہونا

کائنات کی ہر چیز غوث کے زیر فرمان ہوتی ہے اور ہر شئ غوث کے حکم کی تعمیل کرتی ہے یہاں تک کہ بیماری اور وبا بھی غوث کی حکم عدولی نہیں کرسکتی بلکہ غوث جو کچھ حکم کریں اس کا پابند ہوتی ہے۔سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔

حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک شخص کو مرگی ہوگئی، حضور نے فرمایا! اس کے کان میں کہدو غوث اعظم کا حکم ہے کہ بغداد سے نکل جا۔چنانچہ اسی وقت وہ اچھا ہوگیا اور اب تک بغداد مقدس میں مرگی نہیں ہوتی (الملفوظ۔ح۲،ص۴۱۸)

ترا مجنوں ترا صحرا ترا نجد
تری لیلیٰ ترا محمل ہے یا غوث

اکابر اولیاء اللہ کا آپ کے فرمان سن کر سر تسلیم خم کرنا

حضرت سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باذن الٰہی برسر منبر یہ اعلان فرمایا تھا: **قدمی هذه علی رقبة کل ولی الله** : یعنی میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے، آپ کے اس فرمان پر اس وقت روئے زمین کے تمام اولیائے کرام نے اپنی گردنیں خم فرمادی جیسا کہ سرکار سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے صاحب فتاویٰ حدیثیہ امام ابن حجر قدس سرہٗ کا قول نقل فرمایا۔

:اولیاء کرام کہ ہم نے ذکر کئے یعنی حضرت نجیب الدین سہروردی وحضرت سید احمد رفاعی وحضرت شعیب مغربی وحضرت عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انہوں نے اور ان کے سوا اور بہت عارفین کرام نے تصریح فرمائی کہ حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی طرف سے ایسا نہ فرمایا بلکہ اللہ عزوجل نے ان کی قطبیت کبریٰ ظاہر فرمانے کے لئے انہیں اس فرمانے کا حکم دیا ولہذا کسی ولی کو گنجائش نہ ہوئی کہ گردن نہ بچھاتا اور قدم مبارک اپنی گردن پر نہ لیتا بلکہ متعدد سندوں سے۔بہت اولیاء کرام متقدمین سے مروی ہوا کہ انہوں نے سرکار غوثیت کی ولادت مبارکہ سے تقریباً سو برس پہلے خبر دی تھی کہ عنقریب عجم میں ایک صاحب عظیم مظہر والے پیدا ہونگے اور یہ فرمائیں گے کہ: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے: اس فرمانے پر اس وقت کے تمام اولیاء ان کے قدم کے نیچے سر رکھیں گے اور اس قدم کے سایہ میں داخل ہوں گے (فتاویٰ رضویہ۔ج28،ص399)

پھر سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی خدمت میں حضور سیدنا غوث اعظم وحضور سیدنا احمد کبیر رفاعی رضی اللہ عنہما کے متعلق ایک استفتاء پیش ہوا جس کے جواب میں آپ نے رسالہ: **طرد الافاعی عن حمی هادرفع الرفاعی** : لکھا اور اس میں بہجۃ الاسرار شریف سے کچھ عبارتیں تخریج فرمائی جن سے حضور غوثیت مآب کی رفعت وعظمت کا سکہ کھنکتا ہوا صاف محسوس ہوتا ہے، یہ رسالہ فتاویٰ رضویہ جدید ایڈیشن کی ۲۸ ویں جلد میں شامل ہے یہاں افادۂ عام کی غرض سے ان عبارات کے ترجمہ کے کچھ تراشے نقل کرتے ہیں۔

حضرت سیدنا شیخ احمد کبیر رفاعی کا اعتراف

حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دونوں بھانجوں حضرت ابوالفرج عبدالرحیم وابوالحسن علی نے خبر دی کہ ہم اپنے شیخ حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ان کی خانقاہ مبارک میں کہ ام عبیدہ میں ہے حاضر تھے

حضرت رفاعی نے اپنی گردن مبارک بڑھائی اور فرمایا: علی رقبتی: میری گردن پر! ہم نے اس کا سبب پوچھا، فرمایا! اسی وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں تمام اولیاء اللہ کی گردن پر (ایضاً۔ج28،ص381)

شیخ ابوبکر عتیق بن ابوالفضل محمد بن عثمان ابوالفضل بندلجی الاصل بغدادی المولد ازجی المعروف بہ معتوق نے کہا کہ میں نے شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی رضی اللہ عنہ کی ام عبیدہ میں زیارت کی تو میں نے آپ کے اکابر اصحاب اور قدیم مریدوں کو کہتے ہوئے سنا کہ آج شیخ اس جگہ (برآمدے کی طرف انہوں نے اشارہ کیا) تشریف فرما تھے کہ اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا کہ میری گردن پر! جب آپ سے لوگوں نے اس کے بارے میں پوچھا و فرمایا کہ ابھی ابھی بغداد میں شیخ سید عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے: میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے: ہم نے اس تاریخ کو محفوظ رکھا تو جیسا آپ نے کہا بعینہ وہ اسی وقت رونما ہوا تھا (ایضاً۔ج28،ص382)

سید حسینی ابوعبداللہ محمد بن خضر موصلی نے خبر دی کہ میں نے اپنے والد ماجد کو فرماتے سنا کہ ایک روز میں حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا میرے دل میں خطرہ آیا کہ شیخ احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کروں، حضور نے فرمایا! کیا شیخ احمد کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کی ہاں! حضور تھوڑی دیر سر مبارک جھکایا پھر مجھ سے فرمایا اے خضر! لو یہ ہیں شیخ احمد، اب جو میں دیکھوں تو اپنے آپ کو حضرت احمد رفاعی کے پہلو میں پایا اور میں نے اُن کو دیکھا کہ رعب دار شخص ہیں میں کھڑا ہوا اور انہیں سلام کیا، اس پر حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا اے خضر! وہ جو شیخ عبداللہ کو دیکھے جو تمام اولیاء کے سردار ہیں وہ میرے دیکھنے کی تمنا میں تو انہیں کی رعیت میں سے

ہوں، یہ فرما کر میری نظر سے غائب ہو گئے پھر حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال اقدس کے بعد بغداد شریف سے حضرت سیدی احمد رفاعی کی زیارت کو ام عبیدہ گیا انہیں دیکھا تو وہی شیخ تھے جن کو میں نے اس دن حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں دیکھا تھا۔ اس وقت کے دیکھنے نے کوئی اور زیادہ ان کی شناخت مجھے نہ دی۔ حضرت رفاعی نے فرمایا اے خضر! کیا پہلی تمہیں کافی نہ تھی (ایضاً۔ج28،ص388)

امام ابوعبداللہ بطائحی کو سنا کہ فرماتے تھے: میں حضور سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ام عبیدہ گیا اور حضرت سیدی احمد رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ میں چند روز مقیم رہا ایک روز حضرت رفاعی نے مجھ سے فرمایا ہمیں حضرت شیخ عبدالقادر کے کچھ مناقب و اوصاف سناؤ! میں نے کچھ مناقب شریف ان کے سامنے بیان کئے میرے اثنائے بیان میں ایک شخص آیا اور اس نے مجھ سے کہا کیا ہے؟ اور حضرت سید رفاعی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہمارے سامنے ان کے سوا کسی کے مناقب ذکر نہ کرو! یہ سنتے ہی حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو ایک غضب کی نگاہ سے دیکھا کہ فوراً اس کا دم نکل گیا لوگ اس کی لاش اٹھا کر لے گئے پھر حضرت سید رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر کے مناقب کون بیان کر سکتا ہے، شیخ عبدالقادر کے مرتبہ کو کون پہنچ سکتا ہے، شریعت کا دریا ان کے دَہنے ہاتھ پر ہے اور حقیقت کا دریا ان کے بائیں ہاتھ پر جس میں سے چاہیں پانی پی لیں، ہمارے اس وقت میں شیخ عبدالقادر کا کوئی ثانی نہیں۔

امام ابوعبداللہ فرماتے ہیں ایک دن میں نے حضرت رفاعی کو سنا کہ اپنے بھانجوں اور اکابر مریدین کو وصیت فرماتے تھے ایک شخص بغداد مقدس کے ارادے سے ان سے رخصت ہونے آیا تھا فرمایا جب بغداد پہنچو تو

حضرت شیخ عبدالقادر اگر دنیا میں تشریف فرما ہوں تو ان کی زیارت اور پردہ فرما جائیں تو ان کے مزار مبارک کی زیارت سے پہلے کوئی کام نہ کرنا کہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد فرما رکھا ہے کہ جو کوئی صاحب حال بغداد آئے اور ان کی زیارت کو نہ حاضر ہو اس کا حال سلب ہو جائے اگرچہ اس کے مرتے وقت پھر حضرت رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا شیخ عبدالقادر حسرت ہے اس پر جسے ان کا دیدار نہ ملا (ایضاً۔ج28،ص390)

کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
نہیں کس چاند کی منزل میں ترا جلوہ
نہیں کس آئینہ کے گھر میں اجالا تیرا

قطب طفسونج کا اعتراف

شیخ الشیوخ حضرت سیدنا شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی قدس سرہٗ حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور بہت بڑے ولی کامل تھے وہ اپنے حلقۂ مریداں میں سرکار سیدنا غوث اعظم قدسی سرہٗ کے ذکر پاک سے رطب اللسان رہتے تھے چنانچہ جس وقت سرکار غوثیت مآب سے فرمان قدمی ہذہ کا صدور ہوا تو اس وقت حضرت قطب طفسونج کس طرح سے اس ارشاد کی تعمیل کی اس کا ذکر فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ بہجۃ الاسرار یوں آیا ہے۔

شیخ صالح ابوحفص عمر بن ابوالمعالی نصر بن محمد بن احمد قرشی ہاشمی طفسونجی شافعی نے خبر دی کہ ہم سے شیخ اصل صالح ابوعبداللہ محمد بن ابوالشیخ صالح ابوحفص عمر بن شیخ قدوۃ ابومحمد عبدالرحمن طفسونجی نے حدیث بیان کی کہ ہم سے ابوعمر نے حدیث بیان کی کہ ایک دن طفسونج میں میرے والد نے اپنے مریدوں کے درمیان گردن جھکائی اور کہا کہ میرے سر پر، ہمارے پوچھنے پر فرمایا کہ ابھی شیخ سید عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے بغداد میں فرمایا ہے کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ

کی گردن پر ہے۔ ہم نے اپنے پاس تاریخ نوٹ کر لی پھر بغداد سے خبر موصول ہوئی کہ شیخ عبدالقادر علیہ الرحمۃ نے بالکل اسی دن یہ اعلان فرمایا تھا جو تاریخ ہم نے نوٹ کر رکھی تھی (ایضا)

سرکار غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے اعتراف میں حضرت شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی قدس سرہٗ کا اور ایک واقعہ الملفوظ میں اس طرح ہے۔

حضور غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک بزرگ سیّدی عبدالرّحمن طَفسُونجی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک روز برسرِ منبر فرمایا: **انا بین الاولیاء کالکرکی بین الطیور اطول عنقا:** میں اولیاء میں ایسا ہوں جیسے پرندوں میں کلنگ (ایک مٹیالا لمبی گردن والا پرندہ) سب میں اُونچی گردن والا۔

وہیں حضور غوثِ اعظم رحمتہ اللہ علیہ کے ایک مُرید حضرت سیّدی احمد رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما تھے انہیں ناگوار ہُوا کہ حضور (غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ) پر اپنے آپ کو تفضیل (یعنی فضیلت) دی، گدڑی پھینک کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا! میں آپ سے کشتی لڑنا چاہتا ہوں! حضرت سیّدی عبدالرّحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو سر سے پیر تک دیکھا پھر پیر سے سر تک دیکھا پھر سر سے پیر تک دیکھا غرض اسی طرح کئی بار نظر ڈالی اور خاموش ہو گئے۔ لوگوں نے حضرت سے سبب پوچھا فرمایا: میں نے دیکھا اس کے جسم کو کہ کوئی رونگٹا (یعنی وہ چھوٹے چھوٹے نرم بال جو اِنسان کے بدن پر ہوتے ہیں) رحمتِ اِلٰہی سے خالی نہیں ہے، اور اِن سے فرمایا گدڑی پہن لو! انہوں نے کہا فقیر جس کپڑے کو اُتار پھینک دیتا ہے وہ دوبارہ نہیں پہنتا! بارہ روز کے راستہ پر ان کا مکان تھا اپنی زوجہ مقدّسہ کو آواز دی۔ فاطمہ (رحمتہ اللہ علیہا)! میرے کپڑے دو! انہوں نے وہیں سے ہاتھ بڑھا کر کپڑے دیے اور انہوں نے

ہاتھ بڑھا کر پہن لیے۔

حضرت سیدی عبدالرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ نے دریافت کیا کس کے مُرید ہو؟ فرمایا: میں غلام ہوں سرکارِ غوثیت (رحمۃ اللہ علیہ) کا: عبدالرحمٰن طفسونجی نے اپنے دو مُریدوں کو بغداد بھیجا کہ حضور سے جا کر عرض کرو! بارہ برس سے قُربِ اِلٰہی میں حاضر ہوتا ہوں آپ کو نہ جاتے دیکھا نہ آتے!! اِدھر سے یہ دونوں مُرید چلے ہیں کہ اُدھر غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے دو مُریدوں سے اِرشاد فرمایا طفسونج جاؤ! راستہ میں شیخ عبدالرحمٰن کے دو آدمی ملیں گے، ان کو واپس لے جاؤ اور شیخ عبدالرحمٰن کو جواب دو کہ وہ جو صحن میں ہے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو دالان (صحن) میں ہے اور جو دالان (صحن) میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو کوٹھری میں ہے اور وہ جو کوٹھری میں ہے اسے کیونکر دیکھ سکتا ہے جو نِہاں خانۂ خاص (یعنی خاص چھپی ہوئی جگہ) میں ہو۔ میں نِہاں خانہ خاص میں ہوں اور علامت یہ ہے کہ فلاں شب بارہ ہزار اولیاء کو خلعَت (یعنی لباس جو اِنعام یا عزت افزائی کے طور پر پہنایا جائے) عطا ہوئے تھے۔ یاد کرو کہ تم کو جو خلعَت مِلا تھا وہ سبز تھا اور اس پر سونے سے: **قُل ھُوَ اللہ**: لکھی تھی یہ سُن کر شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے سر جُھکا لیا اور فرمایا: صدق الشیخ عبد القادر وہو سلطان الوقت: شیخ عبد القادر جیلا' رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ فرمایا اور وہ بادشاہِ وقت ہیں (ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ ج3، ص423)

تجھ سے اور دہر کے اقطاب سے نسبت کیسی؟
قطب خود کون ہے خادم ترا چیلا تیرا
سارے اقطاب جہاں کرتے ہیں کعبے کا طواف
کعبہ کرتا ہے طواف در والا تیرا

حضرت شیخ ابونجیب سہروردی قدس سرہٗ کا اعتراف

سرخیل بزم اولیاء سلسلۂ سہروردیہ کے رکن عظیم حضرت سیدنا شاہ ابونجیب سہروردی نے جب آپ کا فرمان قدمی ہذہ کو سنا تو انھوں نے کس طرح اپنی گردن خم فرمائی اور مقام سرکار غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اعتراف کیا اس کا اندازہ اس روایات سے کیا جا سکتا ہے۔

فقیہ ابوعلی اسحاق بن علی بن عبداللہ بن عبدالدائم بن صالح ہمدانی صوفی شافعی محدث نے حدیث بیان کی کہ ہم سے شیخ جلیل الاصل ابومحمد عبداللطیف بن شیخ ابونجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ سہروردی ثم بغدادی فقیہ شافعی صوفی نے حدیث بیان کی کہ میرے والد ماجد ابوالنجیب بغداد میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مجلس میں حاضر تھے شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجلس میں فرمایا۔

: میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے: تو میرے والد نے اس حد تک سر جھکایا کہ وہ زمین کے قریب جا پہنچا اور تین بار کہا: میرے سر پر، میرے سر پر، میرے سر پر (ایضاً۔ ج28، ص383)

گردنیں جھک گئیں سر بجھ گئے دل لوٹ گئے
کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا
تاج فرق عرفاء کس کے قدم کو کہیے
سر جسے باج دیں وہ پاؤں ہے کس کا تیرا

اولیائے روئے زمین کا اپنی گردنیں خم کرنا

اولیاء واصفیاء رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سب اس بات پر متفق ہیں کہ فرمان: **قدمی ھذہ علی رقبۃ لکل ولی اللہ**: کا صدور زبان غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باذن الٰہی حالت صحو میں ہوا جس کو تسلیم کرنا گروہ اولیاء پر لازم کر دیا گیا ہے اور اس کے منکروں پر عتاب الٰہی نازل ہوا ہے چنانچہ کبار اولیاء اللہ نے اسی وقت اس فرمان کو سن کر اپنی گردن جھکا دی تھی اور بارگاہ غوث پاک میں اپنی عاجزی و نیازمندی کا خراج پیش کیا جس کے

واقعات بکثرت ہیں مثلاً۔

سید شریف شیخ امام ابوسعید قیلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اس وقت اللہ عزوجل نے ان کے قلب مبارک پر تجلی فرمائی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گروہ ملائکہ مقربین کے ہاتھ انکے لیے خلعت بھیجی اور تمام اولیائے اولین وآخرین کا مجمع ہوا، جو زندہ تھے وہ بدن کے ساتھ حاضر ہوئے اور جو انتقال فرما گئے تھے ان کی ارواح طیبہ آئیں، ان سب کے سامنے وہ خلعت حضرت غوثیت کو پہنایا گیا، ملائکہ اور رجال الغیب کا اس وقت ہجوم تھا ہوا میں پَرے باندھے کھڑے تھے، تمام افق ان سے بھر گیا تھا اور روئے زمین پر کوئی ولی ایسا نہ تھا جس نے گردن نہ جھکا دی ہو (ایضاً۔ج 28، ص 384)

حضور کے ارشاد پر جنہوں نے اپنے سر جھکائے ان میں سے (سلسلہ عالیہ سہروردیہ کے پیران پیر) حضرت سید عبدالقاہر ابوالنجیب سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، **انہوں نے اپنا سر مبارک جھکا دیا اور کہا (گردن کیسی) میرے سر پر میرے سر پر۔** اور ان میں سے حضرت سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، **انہوں نے کہا میری گردن پر اور کہا یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے جن کی گردن پر حضور کا پاؤں ہے**، اس کہنے اور گردن جھکانے کا سبب پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس وقت حضرت شیخ عبدالقادر نے بغداد مقدس میں ارشاد فرمایا ہے کہ: **میرا پاؤں ہر ولی کی گردن پر: لہٰذا میں نے بھی سر جھکایا اور عرض کی کہ یہ چھوٹا سا احمد بھی انہیں میں ہے** اور انہیں میں حضرت سیدابومدین شعیب مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں انہوں نے سر مبارک جھکایا اور کہا **میں بھی انہیں میں ہوں الٰہی میں تجھے اور تیرے فرشتوں کو گواہ کرتا ہوں** کہ میں نے قدمی کا ارشاد سنا اور حکم مانا۔ اسی طرح حضرت سیدی شیخ عبدالرحیم قناوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی گردن مبارک بچھائی اور کہا سچ فرمایا سچے

مانے ہوئے سچے نے (ایضاً ص 397)

واہ! کیا مرتبہ اے غوث ہے بالا تیرا
اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا
سر بھلا کیا کوئی جانے کہ ہے کیسا تیرا
اولیاء ملتے ہیں آنکھیں وہ ہے تلوا تیرا

فرمان قدمی ھذہ کی بارگاہ رسالت ﷺ سے تائید

حضور پرنور سرکار سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباع واطاعت میں حضور سید عالم ﷺ کے قدم بقدم تھے اور ظاہر و باطن میں کمالات مصطفےٰ ﷺ کے مظہر اتم تھے کیوں کہ منصب غوثیت کبریٰ نبوت کا فیض باطن ہے جو حضور قدس سرہٗ کو عطا ہوا لہٰذا حضور سید عالم ﷺ اپنے اس فرزند کریم کی نہ صرف تائید وتصدیق فرماتے ہیں بلکہ ہمہ وقت نگرانی بھی فرماتے ہیں جیسا کہ اکابر اولیاء اللہ تعالیٰ کو بارگاہ رسالت مآب ﷺ سے اس کی اطلاع دی گئی مثلاً۔

شیخ ابوالقاسم بن ابی بکر احمد نے خبر دی کہ میں نے شیخ خلیفہ اکبر ملکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا اور وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دیدار مبارک سے بکثرت مشرف ہوا کرتے تھے فرمایا خدا کی قسم بیشک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا عرض کی یارسول اللہ! شیخ عبدالقادر نے فرمایا کہ میرا پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! عبدالقادر نے سچ کہا اور کیوں نہ ہو کہ وہی قطب ہیں اور میں ان کا نگہبان ہوں (ایضاً۔ج 28، ص 385)

ورفعنا لک ذکرک کا ہے سایہ تجھ پر
بول بالا ہے ترا ذکر ہے اونچا تیرا
صف ہر شجرہ میں ہوتی ہے سلامی تیری
شاخیں جھک جھک کے بجالاتی ہیں مجرا تیرا

حضور غوث اعظم جن، انس و فرشتے سب کے پیر ہیں

شرح عقائد نسفی میں ہے۔

:ورسل البشر ـ أفضل من رسل الملائكة، ورسل الملائكة أفضل من عامّة البشر وعامّة البشر ـ أفضل من عامّة الملائكة: یعنی انبیاء و مرسلین بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور رسل ملائکہ عام بشر سے افضل ہیں اور عام بشر عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

لیکن عام بشر سے یہاں انبیاء و مرسلین عظام علیہم الصلوۃ والسلام کی بنسبت اولیاء وصالحین مراد ہیں نہ کہ فساق و فجار وغیرہ جیسا کہ جمع الفرائد میں ہے۔

:نعم قول المصنّف فيما بعده: (وعامّة البشر أفضل من عامّة الملائكة) يحتاج إلى التخصيص بالأولياء والصلحاء، لأنّ الفسّاق لا اعتداد بهم، بل هم كالبهائم والأنعام: یعنی مصنف کا قول کہ عام بشر عام ملائکہ سے افضل ہے اس میں تخصیص کی حاجت ہے کہ عام بشر سے مراد اولیاء و صالحین ہے کیوں کہ فساق و فجار تو اس قابل بھی نہیں ہیں کہ انھیں انسان کہا جائے (چہ جائے کہ وہ عام فرشتوں سے افضل ہوں)

لہذا اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ عام فرشتے سرکار غوث الثقلین قدس سرہٗ کے نیاز مند اور مرید ٹھہریں کیوں کہ جب ان سے افضل گروہ اولیاء و اقطاب حضور کے زیر قدم ہیں تو ان فرشتوں کا آپ کے تحت حکم و تصرف ہونا بدرجہ اولیٰ مسلم ہے چنانچہ سرکار رضی اللہ عنہ کے اس مقام رفیع کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ رقم فرماتے ہیں۔

:ومن عجائب صنع الله سبحنه وتعالى ان الاول الحروف فلا حرف فوقها وى اٰخر الكل فلا حرف تحتها فمن ترقى من ى فلا مظهر له وراء او من تنزل من ا فلا منزل له تحت ى فدل ذلك ان سيدنا رضى الله تعالى عنه اخذ فى الطرفين بغاية

الغايات فتنقطع مطايا الكاملين دون سيره فى الله فلذا كانت قدمه على جميل الرقاب ولذا قال رضى الله تعالى عنه الانس لهم مشايخ والجن لهم مشايخ وانا شيخ الكل بينى وبين مشايخ الكل كما بين السماء والارض لا تقيسونى باحد ولا تقيسوا على احد او كذا ما استكمل المكملون عه سيره من الله ولذا كانت هدايته اتم واوفر، وطريقته انفع وايسر، وكراماته اكثر واظهر، حتى لم ينقل عشرها ولا معشارها عن احد من الاولياء فيما نعلم ذلك فضل الله يؤتيه من يشاء والله ذوالفضل العظيم: اللہ تعالیٰ کے عجائبات میں سے ہے کہ ,,الف،، پہلا حرف ہے اور ,,ی،، آخری حرف ہے جس کے بعد کوئی حرف نہیں ہے، اگر کوئی ,,ی،، سے آگے بڑھنا چاہے تو آگے الف ہی پائے گا اور اگر کوئی الف سے آگے بڑھے گا تو ,,ی،، سے آگے کوئی منزل نہ پائے گا تو گیارہ کے حرف یعنی ,,یا،، سے پتا چلتا کہ آپ دونوں طرف انتہائی مقاصد پر رسائی رکھتے ہیں اور تمام کاملین حضرات سیر فی اللہ میں غوث اعظم کی سیر فی اللہ سے بہت پیچھے ہیں اسی لئے آپ کا قدم گردنوں پر ہے اور اسی لئے آپ نے فرمایا کہ انسان اور جن اور ملائکہ کے اپنے اپنے مشائخ ہیں جبکہ ان سب کا شیخ میں ہوں اور میرے اور تمام مخلوق کے درمیان زمین و آسمان کا فرق ہے مجھے کسی دوسرے پر اور کسی دوسرے کو مجھ پر قیاس نہ کرو! اور ایسے ہی کوئی کامل شخص آپ کی سیر فی اللہ کو اللہ تعالیٰ سے کامل طور پر حاصل نہ کر سکا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی رہنمائی اتم اور اکمل ہے اور آپ کا طریقہ آسان و واضح ہے اور آپ کی کرامات کثیر اور غالب ہیں حتی کہ کسی ولی کی کرامات آپ کی کرامات کی نسبت عشر عشیر بھی منقول نہیں جیسا کہ ہمیں معلوم ہے، یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے (ایضاً ج 07، ص 576)

اور دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ولی جلیل حضرت علی بن ادریس یعقوبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر دی، کہا میں نے حضرت سرکار غوثیت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سنا کہ فرماتے تھے: آدمیوں کے لئے پیر ہیں، قوم جن کے لئے پیر ہیں، فرشتوں کے لئے پیر ہیں اور میں سب کا پیر ہوں: اور میں نے حضور کو اس مرض مبارک میں جس میں وصال اقدس ہوا سنا کہ اپنے شاہزادگان کرام سے فرماتے تھے: مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوقات زمانہ میں وہ فرق ہے جو آسمان و زمین میں، مجھ سے کسی کو نسبت نہ دو اور مجھے کسی پر قیاس نہ کرو! (ایضاً۔ج28،ص386)

جو قرنوں سیر میں عارف نہ پائیں
وہ تیری پہلی ہی منزل ہے یا غوث
نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی
کہ عرش حق تری منزل ہے یا غوث
ملائک کے بشر کے جن کے حلقے
تری ضو ماہ ہر منزل ہے یا غوث

سرکار غوث اعظم جیسا ولی نہ پیدا ہوا نہ ہو

باب نبوت بند ہے لیکن باب ولایت کشادہ ہے اس لئے قیامت تک اولیاء اللہ اپنی شان ولایت کے ساتھ آتے رہیں گے لیکن سرکار سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اللہ رب العزت نے وہ مقام عطا فرمایا یہاں تک کہ عظیمت المرتب روحانی شخصیات نے یہ قول کیا کہ نہ امم سابقہ میں آپ کے ہم پلہ کوئی ولی پیدا ہوا اور نہ اس امت میں کوئی ایسی انفرادی شان کا حامل ولی پیدا ہو (ماسوا ان نفوس قدسیہ کے جن کی فضلیت پر کوئی خصوصی دلیل قائم ہے) فتاویٰ رضویہ میں بحوالہ بہجۃ الاسرار مرقوم ہے۔

ابو المعالی صالح بن احمد مالکی نے خبر دی کہ ہم کو دو مشائخ کرام نے خبر

دی، ایک شیخ ابو الحسن بغدادی معروف بہ خفاف دوسرے شیخ ابو محمد عبد اللطیف بغدادی معروف بہ مطرز۔ اول نے کہا ہمارے پیر و مرشد حضرت شیخ ابو السعود احمد بن ابی بکر حریمی قدس سرہٗ نے ہمارے سامنے ۵۸۰ھ میں فرمایا اور دوم نے کہا ہم کو ہمارے مرشد حضرت عبد الغنی بن نقطہ نے خبر دی کہ ان کے سامنے ان کے مرشد حضرت شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی قدس سرہ نے فرمایا کہ خدا کی قسم اللہ عزوجل نے اولیاء میں حضرت شیخ محی الدین عبد القادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مثل نہ پیدا کیا نہ کبھی پیدا کرے (ایضاً۔ج28،ص387)

بقسم کہتے ہیں شاہان صریفین وحریم
کہ ہوا ہے نہ ولی ہو کوئی ہمتا تیرا

حضور غوث اعظم کی شان اور خضر علیہ السلام کی گواہی

انتقال ہوا؟ فرمایا! میں حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا اور عرض کی مجھے حضرت شیخ عبد القادر کے حال سے خبر دیجئے! حضرت خضر نے فرمایا! وہ آج تمام محبوبوں میں یکتا اور تمام اولیاء کے قطب ہیں اللہ تعالیٰ نے کسی ولی کو کسی مقام تک نہ پہنچایا جس سے اعلیٰ مقام شیخ عبد القادر کو نہ دیا ہو نہ کسی حبیب کو اپنا جام محبت پلایا جس سے خوشگوار تر شیخ عبد القادر نے نہ پیا ہو، نہ کسی مقرب کو کوئی حال بخشا کہ شیخ عبد القادر اس سے بزرگ تر نہ ہوں، اللہ نے ان میں اپنا وہ راز ودیعت رکھا ہے جس سے وہ جمہور اولیاء پر سبقت لے گئے، اللہ نے جتنوں کو ولایت دی اور جتنوں کو قیامت تک دے سب شیخ عبد القادر کے حضور ادب کئے ہوئے ہیں (ایضاً۔ص387)

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا

حضرت شیخ حماد الدباس قدس سرہٗ کی پیش گوئی

حضرت حماد دباس رضی اللہ عنہ حضور سیدنا غوث اعظم کے مشائخ سے ہیں ایک روز انہوں نے سرکار غوثیت کی غیبت (غیر موجودگی) میں فرمایا، اِس جوان سید کا قدم تمام اولیاء کی گردن پر ہوگا انہیں اللہ عزوجل حکم دے گا کہ فرمائیں میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور ان کے زمانے میں جمیع اولیاء اللہ ان کے لئے سر جھکائیں گے اور ان کے ظہور مرتبہ کے سبب ان کی تعظیم بجالائیں گے (ایضاً ص 392)

مصطفےٰ کے تن بے سایہ کا سایہ دیکھا
جس نے دیکھا میری جان جلوۂ زیبا تیر

غوث وقت کا برسر منبر آپ کے عظیم الشان مرتبے کا اعلان کرنا

امام عبداللہ بن علی بن عصرون تمیمی شافعی سے روایت ہے میں جوانی میں طلب علم کے لئے بغداد گیا اس زمانے میں ابن السقا مدرسہ نظامیہ میں میرے ساتھ پڑھا کرتا تھا، ہم عبادت اور صالحین کی زیارت کرتے تھے، بغداد میں ایک صاحب کو غوث کہتے، اور ان کی یہ کرامت مشہور تھی کہ جب چاہیں ظاہر ہوں جب چاہیں نظروں سے چھپ جائیں، ایک دن میں اور ابن السقا اور اپنی نوعمری کی حالت میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ان غوث کی زیارت کو گئے، راستے میں ابن السقا نے کہا آج ان سے وہ مسئلہ پوچھوں گا جس کا جواب انہیں نہ آئے گا۔ میں نے کہا میں بھی ایک مسئلہ پوچھوں گا دیکھوں کیا جواب دیتے ہیں، حضرت شیخ عبدالقادر قدس سرہ الاعلی نے فرمایا معاذ اللہ کہ میں ان کے سامنے ان سے کچھ پوچھوں میں تو انکے دیدار کی برکتوں کا نظارہ کروں گا۔ جب ہم ان غوث کے یہاں حاضر ہوئے ان کو اپنی جگہ نہ دیکھا تھوڑی دیر میں دیکھا تشریف فرما ہیں ابن السقا کی طرف نگاہ غضب کی اور فرمایا: تیری خرابی اے ابن السقا! تو مجھ سے وہ مسئلہ پوچھے گا جس کا مجھے

جواب نہ آئے! تیرا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے بے شک میں کفر کی آگ تجھ میں بھڑکتی دیکھ رہا ہوں، پھر میری طرف نظر کی اور فرمایا اے عبداللہ! تم مجھ سے مسئلہ پوچھو گے کہ میں کیا جواب دیتا ہوں تمہارا مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ، ضرور تم پر دنیا اتنا گوبر کرے گی کہ کان کی لُو تک اس میں غرق ہو گے بدلہ تمہاری بے ادبی کا۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر کی طرف نظر کی اور حضور کو اپنے نزدیک کیا اور حضور کا اعزاز کیا اور فرمایا! اے عبدالقادر! بے شک آپ نے اپنے حسن ادب سے اللہ و رسول کو راضی کیا گویا میں اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ آپ مجمع بغداد میں کرسی وعظ پر تشریف لے گئے اور فرما رہے ہیں کہ میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر، اور تمام اولیائے وقت نے آپ کی تعظیم کیلئے گردنیں جھکائی ہیں۔

وہ غوث یہ فرما کر ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئے پھر ہم نے انہیں نہ دیکھا۔ حضرت شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تو نشان قرب ظاہر ہوئے کہ وہ اللہ عزوجل کے قرب میں ہیں خاص و عام ان پر جمع ہوئے اور انہوں نے فرمایا! میرا یہ پاؤں ہر ولی اللہ کی گردن پر اور اولیاء وقت نے اس کا ان کے لئے اقرار کیا اور ابن السقا ایک نصرانی بادشاہ کی خوبصورت بیٹی پر عاشق ہوا اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے نہ مانا مگر یہ نصرانی ہو جائے، اس نے یہ نصرانی ہونا قبول کر لیا والعیاذ باللہ تعالیٰ! رہا میں، میرا دمشق جانا ہوا وہاں سلطان نورالدین شہید نے مجھے افسر اوقاف کیا اور دنیا بکثرت میری طرف آئی، غوث کا ارشاد ہم سب کے بارے میں جو کچھ تھا صادق آیا (ایضاً ص 394)

سخن ہیں اصفیا تو مغز معنی
بدن ہیں اولیا تو دل ہے یا غوث
اگر وہ جسم عرفاں ہیں تو تو آنکھ
اگر وہ آنکھ ہیں تو تل ہے یا غوث

باب پنجم

سرکار غوث الاعظم کے کچھ ارشادات عالیہ

فرائض چھوڑ کر نوافل میں مشغول رہنے والے کی مثال

حضور پُرنور سیّدنا غوث اعظم مولائے اکرم حضرت شیخ محی الملّۃ والدّین ابومحمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں: اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے، یہ وہاں تو حاضر نہ ہُوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المومنین مولی المسلمین سیدنا مولی علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں: ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچّہ ہونے کے دن قریب آئے اسقاط ہوگیا اب وہ نہ حاملہ ہے نہ بچّہ والی۔ یعنی جب پُورے دنوں پر اگر اسقاط ہو تو محنت تو پُوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا تو ثمرہ خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی، اب نہ حمل نہ بچّہ، نہ اُمید نہ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچّہ والی کو ہوتی۔ ایسے ہی اس نفل خیرات دینے والے کے پاس روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہُوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہی۔ اسی کتاب مبارک میں حضور مولیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ: فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منہ واھین: (فتاویٰ رضویہ۔ج10،ص180)

تمام مریدوں کے سروں پر میرا ہاتھ ہے

امام شنطوفی نے بہجۃ الاسرار میں شیخ امام ابوالحسن علی قرشی سے تخریج فرمائی ہے کہ میرے آقا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مدِّ بصر تک دراز ایک دفتر مجھے عطا کیا گیا جس میں میرے ساتھیوں اور مریدین کے نام ہیں جو قیامت تک میرے سلسلے میں داخل ہوں گے مجھے کہا گیا یہ آپ کی ملکیت ہے اور میں نے جہنم کے خازن فرشتے سے پوچھا کہ کیا تیرے پاس میرے اصحاب میں سے کوئی ہے؟ تو اس نے نفی میں جواب دیا، اس پر حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے رب ذوالجلال کی عزت کی قسم کہ تمام مریدین پر میرا ہاتھ ایسے ہے جیسے زمین پر آسمان سایہ فگن ہے اور فرمایا: اگر میرا مرید خوب نہیں تو میں خوب تر ہوں اور رب ذوالجلال کی عزت کی قسم میں اس وقت اللہ تعالیٰ کے دربار سے حرکت نہ کروں گا جب تک مجھے اور تم سب کو جنت کا پیغام نہ مل جائے گا: الحمد للہ رب العلمین الکریم (ایضا۔ج7، حاشیہ ص646)

میرے مرید مجھے ہبہ کردیئے گئے ہیں

اور فرماتے ہیں! اگر میرے مرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑلوں گا! اسی لئے حضور کو پیر دستگیر (ہاتھ پکڑنے والے) کہتے ہیں، اور فرماتے ہیں! **اگر میرا مرید مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اس کا پردہ کھلے میں ڈھانک دوں گا: اور فرماتے ہیں! مجھے ایک دفتر دیا گیا حد نگاہ تک کہ اس میں میرے مریدوں کے نام تھے قیامت تک اور مجھ سے فرمایا گیا: وھبتھم لک:** یہ سب ہم نے تمھیں دے ڈالے: **رواھا عنہ الائمۃ الثقات رضی اللہ تعالیٰ عنھم وعنا بھم:** (ایضا۔ج21،ص466)

میرا چاہنے والا میرا مرید ہے اور وہ جنت میں داخل ہوگا

امام یکتا سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی قدس سرہ، بہجۃ الاسرار شریف میں فرماتے ہیں! حضور پرنور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کی گئی کہ اگر کوئی شخص حضور کا نام لیوا ہو اور اس نے نہ حضور کے دست مبارک پر بیعت کی ہو نہ حضور کا خرقہ پہنا ہو کیا وہ آپ کے مریدوں میں شمار ہوگا فرمایا: من انتمی الی وتسمّٰی لی قبلہ اللہ تعالیٰ و تاب علیہ ان کان علی سبیل مکروہ وھو من جملۃ اصحابی وان ربی عزوجل وعدنی ان یدخل اصحابی واھل مذھبی وکل محب لی الجنۃ: جو اپنے آپ کو میری طرف نسبت کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے دفتر میں شامل کرے اللہ اسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اسے توبہ دے گا اور وہ میرے مریدوں کے زمرے میں ہے اور میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ میرے مریدوں اور ہم مذہبوں اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا (ایضاً ج21،ص508)

جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ باطل ہے

حضور پرنور سید الافراد قطب الارشاد غوث عالم قطب عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: لاتری لغیر ربک وجودا مع لزوم الحدود وحفظ الاوامر والنواھی فان انخرم فیک شیئ من الحدود فاعلم انک مفتون قد لعب بک الشیطان فارجع الی حکم الشرع والزمہ ودع منک الھوی لان کل حقیقۃ لاتشھد لہ الشریعۃ فھی باطلۃ: غیر خدا کو موجود نہ دیکھنا اس کے ساتھ ہو تو اس کی

باندھی ہوئی حدوں سے کبھی جدا نہ ہو اور اس کے ہر امر و نہی کی حفاظت کرے اگر حدود شریعت سے کسی حد میں خلل آیا تو جان لے کہ تو فتنہ میں پڑا ہوا ہے بیشک شیطان تیرے ساتھ کھیل رہا ہے تو فوراً حکم شریعت کی طرف پلٹ آ اور اس سے لپٹ جا اور اپنی خواہش نفسانی چھوڑ اس لئے کہ جس حقیقت کی شریعت تصدیق نہ فرمائے وہ حقیقت باطل ہے (ایضاً ج21،ص535)

دوستی اور دشمنی اللہ تعالیٰ کے لئے ہو

حضور پرنور غوث الثقلین غیاث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اذا وجدت فی قلبک بغض شخص اوحبہ فاعرض افعالہ علی الکتب والسنۃ فان کانت محبوبۃ فیھما فاحبہ وان کانت مکروھۃ فاکرھہ لئلا تحبہ بھواک وتبغضہ بھواک قال اللہ ولاتتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ: جب تو اپنے دل میں کسی کی دشمنی یا محبت پائے تو اس کے کاموں کو قرآن وحدیث پر پیش کر! اگر ان میں پسندیدہ ہوں تو اس سے محبت رکھ اور اگر ناپسند ہوں تو کراہت، تاکہ اپنی خواہش سے نہ کوئی دوست رکھے نہ دشمن، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خواہش کی پیروی نہ کر کہ تجھے بہکا دیگی خدا کی راہ سے (ایضاً ج21،ص536)

ولایت پر تو نبوت ہے اور نبوت پر تو الوہیت

حضور پرنور غوث الاغواث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: الولایۃ ظل النبوۃ والنبوۃ ظل الالھیۃ وکرامۃ الولی استقامۃ فعل علی قانون قول النبی ﷺ: ولایت پر تو نبوت ہے اور نبوت پر تو الوہیت، اور ولی کی کرامت یہ ہے کہ اس کا فعل نبی ﷺ کے قول کے قانون پر ٹھیک اُترے (ایضا)

دونوں جہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے

حضور سیدنا محی الدین محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: الشرع حکم محق سیف سطوۃ قھرہ من خالفہ وناواہ واعتصمت بحبل حمایتہ وثیقات عری الاسلام وعلیہ مدار امر الدارین وباسبابہ انیطت منازل الکونین : شرع وہ ہے جس کے صولت قہر کی تلوار اپنے مخالف ومقابل کو مٹا دیتی ہے اور اسلام کی مضبوط رسیاں اس کی حمایت کی ڈوری پکڑے ہوئے ہیں، دو جہاں کے کام کا مدار فقط شریعت پر ہے اور اس کی ڈوریوں سے دونوں عالم کی منزلیں وابستہ ہیں (ایضاً۔ج 21،ص 537)

شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بختی ہے

حضور پرنور سیدنا باز اشہب شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: الشریعۃ المطہرۃ المحمدیۃ ثمرۃ شجرۃ الملۃ الاسلامیۃ شمس اضاءت بنورھا ظلمۃ الکونین اتباع شرعہ یعطی سعادۃ الدارین احذر ان تخرج من دائرتہ ایاک ان تفارق اجماع اھلہ : شریعت پاکیزہ محمدی ﷺ درخت دین اسلام کا پھل ہے شریعت وہ آفتاب ہے جس کی چمک سے تمام جہاں کی اندھیریاں جگمگا اٹھیں شرع کی پیروی دونوں جہان کی سعادت بخشی ہے خبردار اس کے دائرہ سے باہر نہ جانا، خبردار اہل شریعت کی جماعت سے جدا نہ ہونا (ایضاً۔ج 21،ص 537)

قانون بندگی پر عمل ہی بندہ کو رب سے قریب کرتا ہے

حضور پرنور سید الاولیاء قطب الکونین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اقرب

الطرق الی اللہ تعالیٰ لزوم قانون العبودیۃ والاستمساک بعروۃ الشریعۃ : اللہ عزوجل کی طرف سے سب سے زیادہ قریب راستہ قانون بندگی کو لازم پکڑنا اور شریعت کی گرہ کو تھامے رہنا ہے (ایضا)

بغیر علم کے عبادت کرنے والا سنوارنے سے زیادہ بگاڑے گا

حضور پرنور سیدنا وارث المصطفیٰ ﷺ غوث الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: تفقہ ثم اعتزل من عبداللہ بغیر علم کان مایفسدہ اکثر مما یصلحہ خذ معک مصباح شرع ربک: فقہ حاصل کر اس کے بعد خلوت نشین ہو جو بغیر علم کے خدا کی عبادت کرے وہ جتنا سنوارے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا، اپنے ساتھ شریعت الٰہیہ کی شمع لے لے (ایضا)

جو میرا نام لے کر پکارے اس کی مصیبت دور ہو

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: من استغاث بی فی کربۃٍ کشفت عنہ ومن نادی باسمی فی شدۃ فرجت عنہ من توسّل بی الی اللہ عزوجل فی حاجۃٍ قضیت لہ ومن صلّی رکعتین یقرأ فی کل رکعۃٍ بعد الفاتحۃ سورۃ اخلاص اِحدٰی عشرۃ مرّۃ ثم یصلّی علی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بعد السلام ویسلم علیہ ویذکرنی ثم یخطو الی جھۃ العراق احدٰی عشرۃ خطوۃ یذکرھا اسمی ویذکر حاجتہ فانھا تقضٰی باذن اللہ: یعنی جو کسی تکلیف میں مجھ سے فریاد کرے وہ تکلیف دفع ہو اور جو کسی سختی میں میرا نام لے کر ندا کرے وہ سختی دور ہو اور جو کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف مجھ سے توسل کرے وہ حاجت بر آئے اور جو دو رکعت نماز ادا کرے ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھے پھر سلام بھیجے اور مجھے یاد کرے، پھر عراق شریف کی طرف گیارہ قدم چلے ان میں میرا نام لیتا جائے اور اپنی حاجت یاد

کرے اس کی وہ حاجت روا ہو اللہ کے اذن سے (ایضا۔ ج29،ص556)

یہ بات بالکل حق ہے کہ سرکار سیدنا غوث الثقلین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان رفعت وعلو مقامات کا اندازہ واحاطہ کرنا ناممکن ہے بلکہ آپ کی شان پاک میں اب تک جس نے جو کہا وہ اس کے علم وادراک کے مطابق ہے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت وجلالت اس سے کہیں بلند تر ہے اور کیوں نہ ہو کہ اللہ رب العزت نے انھیں روز ازل ہی مسند غوثیت کبریٰ کے لئے چن لیا تھا۔ ہم تو بس اتنا جانتے ہیں کہ۔

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبد القادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی عبد القادر
مفتی شرع بھی ہے قاضی ملت بھی ہے
علم اسرار سے ماہر بھی ہے عبد القادر
قطب ابدال بھی ہے محور ارشاد بھی ہے
مرکز دائرۂ سر بھی ہے عبد القادر
ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی
کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اور باذن الٰہی حضور پرنور رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا نے اپنی شان میں قصیدۂ غوثیہ کے اندر جو کچھ ارشاد فرمایا ہمارا ایمان ہے کہ آپ کی شان ویسی ہی بلکہ اس سے بھی برتر ہے، بس یہاں تبرکا وتیمنا دو چار اشعار درج کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

سقانی الحب کاسات الوصال — فقلت لخمرتی نحوی تعالی
وقلت لسائر الاقطاب لموا — بحالی وادخلوا انتم رجالی
مقامکم العلیٰ جمعا ولکن — مقامی فوقکم مازال عالی
ولو القیت سری فی بحار — لصار الکل غورا فی الزوال
ولو القیت سری فوق میت — لقام بقدرۃ المولیٰ تعالی
وما منہا شہور او دہور — تمر و تنقضی الا اتالی

نظرت الی بلاد اللہ جمعا — کخردلۃ علی حکم اتصال
وکل ولی لہ قدم وانی — علی قدم النبی بدر الکمال
انا الجیلی محی الدین اسمی — واعلامی علی راس الجبال

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین

یکے از سگان کوچۂ شہنشاہ بغداد

احقر الوریٰ محمد احمد رضا قادری مصباحی غفرلہ القوی

خادم الطلاب جامعہ اہلسنت جوہر العلوم گنجریا تھانہ اسلامپور اتر دیناجپور بنگال

۲؍جمادی الاولیٰ ۱۴۴۳ھ بمطابق ۷؍دسمبر ۲۰۲۱ء

مصنف کی دیگر تصانیف

- قہر ربانی بر فتنۂ شیطانی
- تازیانہ بر محبین عام دیابنہ
- سوت پر کی اصلیت اور گانے بجانے کی ممانعت
- بعث بعد الموت کا عقیدہ قرآن کریم کی روشنی میں
- قبرستان کے مسائل
- عظمت موئے مبارک

ختم شد